﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿۔۔۔اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿۔۔۔عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیراعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃ المبارک 23؍مارچ 2018ء | 05رجب 1439 ہجری قمری ❁ 23؍امان 1397 ہجری شمسی | شمارہ12

تقویٰ کی اساس

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ کی نواحی بستی قباء میں پہنچے جہاں آپؐ نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس کی بنیاد تقویٰ پر تھی اور اس میں حضور قریباً چودہ (14) دن نمازیں پڑھاتے رہے جس کے بعد مدینہ تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اور خدا کی طرف بلانے والے پر غصے مت ہو اور اپنے ربّ سے مت لڑو۔ کیا تم خدا کے ارادہ کو ردّ کر سکتے ہو؟ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نہیں کر سکتے۔ پس اُس سے ڈرو اور موت کو یاد کرو۔

اے مسلمانو! اسلام کے چھلکے پر نازمت کرو۔ خدا کے دن قریب آ گئے ہیں اور قریب ہے کہ وہ ان فاسقوں کی رونق بازار سرد کر دے جو تم میں سے ہیں۔ اور ایسی قوم پیدا کرے کہ وہ ان سے محبت کرے اور وہ اس سے محبت کریں۔ وہ اسے یاد کریں اور وہ ان کو یاد کرے۔

’’اور خدا کی طرف بلانے والے پر غصے مت ہو اور اپنے ربّ سے مت لڑو۔ کیا تم خدا کے ارادہ کو ردّ کر سکتے ہو؟ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نہیں کر سکتے۔ پس اُس سے ڈرو اور موت کو یاد کرو۔ خدا کا وعدہ بے شک حق ہے۔ پس تباہی کی آندھیوں سے خوف کرو۔ وہ مالک ہے جس کو چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے کیا خدا تعالیٰ کے قول کو نہیں دیکھتے وہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔ اور تمہیں وہی کہا گیا جو یہود کو کہا گیا تھا اور تم ان کا انجام بخوبی جانتے ہو کہ کیا ہوا۔ ڈرو! ڈرو! اور تکبر کو چھوڑ دو اور عاجزی اختیار کرو اور پلیدی اور ناپاکی کو اپنے آپ سے دور کرو اور پاک ہو جاؤ اور اپنی اولاد پر رحم کرو اور ظلم نہ کرو اور خدا سے ڈرو کیونکہ آخر اس کے پاس جانا ہے۔ آسمان کے دفتر میں ان کا نام لکھا جاتا ہے جو خالص خدا کے ہو گئے ہیں پس کوشش کرو کہ تمہارا نام آسمان کے لوح پر لکھا جائے اور اے مسلمانو! اسلام کے چھلکے پر نازمت کرو۔ خدا کے دن قریب آ گئے ہیں اور قریب ہے کہ وہ ان فاسقوں کی رونق بازار سرد کر دے جو تم میں سے ہیں۔ اور ایسی قوم پیدا کرے کہ وہ ان سے محبت کرے اور وہ اس سے محبت کریں۔ وہ اسے یاد کریں اور وہ ان کو یاد کرے اور نعمت کے سارے وعدے جو اس نے تم سے کئے ہیں ان کے حق میں پورا کرے اور تم اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ پس کیوں نہیں ڈرتے؟

خدا کے نزدیک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور تم جانتے ہو کہ موسیٰ نے ایک قوم کے ساتھ وعدہ کیا لیکن اس وعدہ کو دوسری قوم کے حق میں پورا کیا اور خدا نے ان کے باپوں کو میدان میں ہلاک کیا کیونکہ نافرمان قوم تھی۔ اور خدا یہی معاملہ تمہارے ساتھ کرے گا اے حد سے بڑھ جانے والو! اور اے پرہیزگارو! تم پر رحم کرے گا۔ اب چاہیے کہ سچائی اور صلح اختیار کرو اور اس چیز کو درست کرو جسے تم نے تباہ کر دیا ہے اور مغروروں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ کیا ممکن ہے کہ اپنے زور اور قوت کے ساتھ آسمان کے ربّ کو تھکا دو بلکہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہو۔ میں نہیں کہتا کہ میرے ہاتھ میں علم اور قوت ہے۔ سبحان اللہ! بلکہ مَیں ایک عاجز بندہ ہوں اور مجھے اسی خدا نے گویائی دی جس نے رسولوں کو گویائی عطا فرمائی۔ پس کیوں نہیں سمجھتے۔ اب یا تو فاتحہ کو چھوڑ دو یا خدا سے شرم کر کے اس پر عمل کرو اگر تم خدا سے ڈرنے والی قوم ہو۔ کیا بات ہے کہ فاتحہ کو پڑھتے ہو اور وہ تمہارے گلے سے نیچے نہیں اترتی اے ریاکارو! اور ثابت ہوا کہ مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وہی یہود ہیں جن کی طرح ہونے سے خدا نے تم کو ڈرایا اور جنہوں نے عیسیٰ کے بارے میں تفریط کی۔ پس اگر علم نہیں رکھتے تو علم والوں سے پوچھو۔

کیا میرے سوا ایسے مسیح کا انتظار کرتے ہو جو میری طرح ستایا جائے پھر تم اس کی تکذیب کرو اور اس کو کافر کہو اور میری طرح اس کو گالیاں دو اور چاہو کہ اس کو مار ڈالو اور یہی گناہ جو میری تکفیر کی وجہ سے تمہارے گلے کا ہار ہو گیا ہے تمہارے لئے کافی ہے۔ اب دوسرے کو نہ ڈھونڈو۔ کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ دوہرا بوجھ اٹھاؤ۔ اور اس سے چارہ نہیں کہ سچے مسیح کی تکفیر کرو تا خدا کی پیشگوئی پوری ہو اور تم نے میری تکفیر کی اور جو کچھ تمہارے لئے مقدر تھا ظاہر ہو گیا۔ اب اگر عقلمند ہو تو دوسرے شخص کی تکفیر طلب نہ کرو۔ اِس مقام کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ خدا تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں ان بعض یہودیوں کی نسبت اطلاع دیتا ہے جن پر عیسیٰ بن صدیقہ کے زمانہ میں خدا کا غضب ان پر نازل ہوا کیونکہ انہوں نے اس کو کافر کہا اور ستایا اور ہر طرح کا فتنہ اٹھایا۔ پھر خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ یہود کی طرح اپنے مسیح کی تکفیر کرے گا اور ہر طرح کی مشابہت اُن سے پیدا کر لیں گے اور اُن کے ہاتھوں سے وہ سب کام ہوں گے جو یہود نے کئے اور تم مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ کی آیت پڑھتے ہو پھر اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیا خدا نے یونہی یہ سورۃ تم کو سکھلائی جیسا کہ کوئی کسی چیز کو بے ٹھکانے رکھ دے۔ یا اس سورۃ کو اس لئے اتارا کہ تم کو وہ گناہ یاد دلائے جو تمہارے ہاتھ سے ہو گا۔ کیوں غور سے نہیں دیکھتے۔ اور خدا ان یہودیوں پر عیسیٰ کو کافر کہنے کے سبب اور اس کی تکذیب اور اس کو گالیاں دینے کے سبب غضبناک ہوا اور اس لئے بھی کہ وہ ہوا و حسد کے مارے چاہتے تھے کہ اس کو قتل کر دیں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہارے حق میں اسی طرح جاری ہوئی ہے کہ تم اپنے مسیح سے وہی کرو جو یہود نے اپنے مسیح سے کیا۔ اب تم نے میرے ساتھ اسی طرح معاملہ کیا۔‘‘

…………(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 133 تا 137۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ﷺ

(جمیل احمد بٹ)

آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ حسن و احسان میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ آپ ایک ایسا وجود تھے جن سے محبت کے سوتے پھوٹتے اور ہر قریب آنے والے کو سیراب کرتے۔ اور جو بھی یوں فیض یاب ہوتا اس کے لئے اس قرآنی حکم پر عمل کرنا عین راحت ہو جاتا۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (شوریٰ:24) ترجمہ: تو کہہ دے میں اپنی خدمت کے بدلے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ سوائے اس محبت کے جو اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے کی جاتی ہے۔

اسی لئے وہ سب اصحاب جو آپ کے گرد جمع ہوئے وہ آپ کے عشق میں گرفتار اور سرشار رہے۔ آپ کے قریب رہنے اور آپ کی باتیں سننے کے ایسے شیدائی کہ گھر بار چھوڑ کر اصحابِ صفّہ بن گئے۔ مطیع ایسے کہ اُس حکم پر بھی عامل ہوئے جس کے مخاطب وہ نہ تھے۔ آپ کی عافیت کے ایسے طلبگار کہ یہ بھی پسند نہ کیا کہ اپنی جان کے بدلے آقا کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ اپنے باپ، بھائی، بیٹے اور شوہر کی زندگی پر اس خبر کو مقدم سمجھا کہ آپ خیریت سے ہیں۔ آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں حفاظتی دیوار بنے رہے اور انتہا یہ کہ جب آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے تو محبت کے یہ مارے ایسے دیوانے ہوئے کہ ایک ہوش مند نے تلوار کھینچ لی کہ کوئی اس تلخ حقیقت کو زبان پر نہ لائے۔ غرضیکہ عُشّاق کا یہ ایک ایسا گروہ تھا جو اپنی مثال آپ ہے۔

نسلِ انسانی کی خوش بختی ہے کہ یہ مقدر تھا کہ عشق کی اس داستان کو ایک بار پھر دہرایا جائے۔ آخرین کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی اس خبر میں کہ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوں گے۔ (ترمذی کتاب الایمان)

یقیناً محبت کا یہ باب بھی شامل تھا۔

آخرین کی اس جماعت کے سرخیل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعود علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے اس دور میں آنحضرت ﷺ سے بے مثل محبت کی۔ یہ عشق اپنی خوش نظری میں قوس قزح کی طرح رنگا رنگ ہے۔ ان رنگوں میں سے چند کو درج ذیل عناوین کے تحت بیان کی ایک کوشش درج ذیل ہے۔

1۔ اظہارِ محبت

یہ خدائی تقدیر تھی کہ آپ کا نام غلامِ احمد رکھا گیا اور پیدائش کی گھڑی کے ساتھ ہی عشق رسول آپ کا راستہ ٹھہرا۔ آپ اس راستہ پر تیزی سے آگے بڑھے۔ اور پھر آپ کی تمام زندگی اس عشق سے معطر رہی۔ آنحضرت ﷺ سے آپ کے عشقِ ذاتی کا اظہار کئی رنگ میں بار بار ہوا۔ مثلاً

محبت سے بھیگی آنکھیں: آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

”یہ خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں پیدا ہوا اور ... میں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو“۔ (سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 28-27 نظارت اشاعت، ربوہ)

ایک عجیب آرزو کا اظہار: ’ایک ساتھی نے روایت کیا کہ وہ باہر سے مسجد میں آئے تو دیکھا حضرت مسیح موعودؑ اکیلے ٹہل رہے ہیں۔ کچھ گنگناتے جاتے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے۔ قریب ہو کر سنا تو حضرت حسان بن ثابتؓ کا وہ عربی شعر آپ کے زیرِ لب تھا جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا اور جس کا اردو ترجمہ یوں ہے:

ترجمہ: تُو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اور اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے گھبرا کے پوچھا حضرت کیا بات ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’میں اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!‘ (سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 28 نظارت اشاعت، ربوہ)

محبت کی بے بسی: ایک بار گھریلو ماحول میں حج کا ذکر شروع ہو گیا اور خاندان کے ایک بزرگ نے سفر کی سہولتوں کے پیش نظر یہ خواہش کی کہ حج کو چلنا چاہیے۔ زیارت حرمین شریفین کے تصور سے یکدم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں بھر آئیں۔ آپ نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا:

”یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر مَیں سوچا کرتا ہوں کہ کیا مَیں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔“ (سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 36-35 نظارت اشاعت، ربوہ)

2۔ ذکرِ محبوب

حضرت مسیح موعود اپنے محبوب کے ذکر سے کبھی نہ تھکتے۔ آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجنا آپ کا سدا وطیرہ رہا جو اس کیفیت کو بھی پہنچا کہ فرمایا:

”ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھیں“۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ 576 حاشیہ در حاشیہ 3)

آپ جب بھی آنحضور ﷺ کا ذکر کرتے ہمیشہ دلی محبت کے ساتھ ’ہمارے رسول‘ کہہ کر فرماتے اور جب بھی قلم اٹھاتے، نثر ہو یا نظم، اردو ہو، فارسی یا عربی، اس میں عشقِ رسول ﷺ کا بیان در آتا۔ یہ تحریریں حیرت انگیز جذب اور دلی تعلق کا مظہر ہیں اور پڑھنے والوں کو بھی اس در کا دیوانہ کرتی ہیں۔ بطور مثال ایسے چند جملے درج ذیل ہیں:

❁ ... ”دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا جس کا نام ہے محمد ﷺ“۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 301)

❁ ... ”اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر النّاس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے“۔ (براہینِ احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 557 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

❁ ... ”اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو، اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر 9 نیا ایڈیشن)

❁ ... ”میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے“۔ (حقیقۃُ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 67)

❁ ... ”آنحضرت ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں محبت اور تعظیم اور اطاعتِ آنحضرت ﷺ ہے اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے“۔ (عصمتِ انبیاء روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 680 ایڈیشن 2008ء)

شعر محبت کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عشق رسول میں اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے اس واسطے کو بھی خوب استعمال فرمایا اور اردو، فارسی اور عربی زبان میں عشق و محبت میں ڈوبے لافانی شعر کہے مثلاً:

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مُدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

دریں راہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رُو زِ اَیوا ن محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جان محمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649)

ترجمہ: واللہ اگر آپ کے راستہ میں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں اور میرے وجود کو جلا کر راکھ کر دیا جائے تب بھی میں آپ کے در سے منہ نہ موڑوں گا۔ اے محمد کی جان! تجھ پر میری جان قربان کہ تو نے میرے وجود کو اپنے عشق سے منور کر رکھا ہے۔

در رہِ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رَوَد
ایں تمنا، ایں دعا، ایں در دلم عزم صمیم

(توضیح مرام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 63)

ترجمہ: میرے دل میں یہی تمنا، یہی دعا اور یہی پختہ ارادہ ہے کہ عشقِ محمدؐ کے راستہ میں جان اور اپنا سر پیش کر دوں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کا فرم

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 185)

ترجمہ: میں خدا کے بعد محمد ﷺ کے عشق میں مست ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندہٴ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدانما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریّہ روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 157 حاشیہ)

ترجمہ: محمد ﷺ ہی دونوں جہانوں کا امام اور چراغ ہے۔ محمد ﷺ ہی زمین و زماں کا روشن کرنے والا ہے۔ مَیں خوفِ خدا کی وجہ سے اُسے خدا تو نہیں کہتا مگر خدا کی قسم اس کا وجود اہل جہاں کے لئے خدانما ہے۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

ترجمہ: اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن کہ محمد ﷺ ہی خود محمد ﷺ کی دلیل ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 649)

يَا حِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِيْ مُهْجَتِيْ وَ مَدَارِكِيْ وَ جَنَانِ
جِسْمِيْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 594)

ترجمہ: اے میرے محبوب تیری محبت رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ چکی ہے۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 اپریل 2016ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ امۃ النصیر بنت مکرم عبدالحمید صاحب کا ہے جو محمد امین الراقی ابن مکرم ابوشعیب الراقی کے ساتھ چار ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کرواتے ہوئے دلہے سے انگریزی میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

کرنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

3۔غیرتِ محبوب

محبوب کے لئے غیرت، محبت کا ایک لازمہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول کا یہ رنگ بھی نمایاں تھا۔ آپ کے بڑے بیٹے نے بیان کیا:

’’آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذراسی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذراسی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہوجاتا تھا اور آنکھیں متغیّر ہوجاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے‘‘۔

(سیرت المہدی جلد اول از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 201 نظارت اشاعت ربوہ فروری 2008ء)

بدزبان عیسائیوں اور آریوں کے آنحضور ﷺ پر ناپاک حملے آپ کو بہت دکھ دیتے اور دردبھرے دل سے بے ساختہ یہ صدا نکلتی:

❁...’خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو دوں۔ تو ان ساری باتوں کے مقابل پر میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریم ﷺ پر ناپاک حملے کئے جائیں‘۔

(ترجمہ از عربی آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

❁...’’مَیں سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں‘‘۔ (پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

اسی غیرت کا اظہار کردہ واقعہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف بدزبانی کرنے والے ایک دشمن لیکھرام نامی کے سلام کرنے پر آپ نے یہ کہہ کر منہ پھیر لیا کہ ’’ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے‘‘۔ (سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 31 نظارت اشاعت، ربوہ)

4۔محبوب کی گلی

آقا سے محبت کا ایک لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے ان تمام افراد سے بھی محبت کی جو آنحضرت ﷺ سے قریب تھے یا جو قربت کے دعویدار تھے۔ ان میں اصحابِ رسول، آلِ رسول اور اُمتِ رسول سب شامل ہیں۔

❁...اصحابِ رسول کی آپ نے خوب مدح کی۔ جیسا کہ فرمایا:

’’رسول اللہ ﷺ کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز نہیں پائی جاتی‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 60)

اور:

❁...’’صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت ﷺ کی سیرت کے روشن ثبوت ہیں......پس وہی شخص آنحضرت ﷺ کی سچی قدر کرسکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 527)

اس حوالہ سے آپ نے یہ اصول ٹھہرایا کہ:

’’یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ﷺ سے محبت ہو اور پھر صحابہؓ سے دشمنی‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 527)

❁...**آلِ رسول** سے محبت کا اظہار اس واقعہ سے خوب ہوتا ہے جو آپ کی ایک صاحبزادی نے یوں روایت کیا ہے:

’’ایک بار محرّم کے دنوں میں آپ نے مجھے اور چھوٹے بھائی کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا ’آؤ میں تمہیں محرّم کی کہانی سناؤں‘۔

پھر حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ سناتے جاتے اور آنکھوں سے بہتے آنسو پونچھتے جاتے۔ آخر میں بڑے دکھ سے فرمایا:

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا‘‘۔ (سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 37-36 نظارت اشاعت، ربوہ)

محبت کے اس باب میں آپ کا مسلک اس شعر سے نمایاں ہے: ؎

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 645)

ترجمہ: میری جان اور دل حضرت محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آلِ محمد ﷺ کے کوچہ پر قربان ہے۔

❁...**اُمّتِ رسول**: آپ اپنے ان ہم عصر علماء کے لئے بھی جو آپ کو کافر جانتے اور سخت سست کہتے صرف اس لئے محبت کا دامن وا رکھتے کہ وہ بھی آنحضور ﷺ سے محبت کے دعویدار ہیں جیسا کہ آپ کے اس شعر سے ظاہر ہے۔ ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوی حُبّ پیمبرم

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 182)

ترجمہ: اے میرے دل تو ان کا خیال رکھ کیونکہ یہ لوگ بھی میرے پیغمبر رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

❁...اس مسلک پر عمل کرتے ہوئے آپ نے اپنی مختلف تحریرات میں خدا ترس اہل اسلام علماء کا ان الفاظ سے ذکر فرمایا:

’’مسلمان‘‘، ’’مومن‘‘، ’’بزرگ‘‘، ’’دانشمند‘‘، ’’اپنے بھائی‘‘، ’’اسلام کے سچے محب‘‘، ’’مومنوں کے آثار باقیہ‘‘، ’’نیک لوگوں کی ذریّت‘‘، ’’قوم کے منتخب لوگ‘‘، ’’بزرگان دین‘‘، ’’قوم کے چمکتے ہوئے ستارے‘‘۔

(ذکر حبیب از مولانا نسیم سیفی صفحہ 6، نظارت اشاعت، ربوہ، دسمبر 1975ء)

اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمدیہ کے لئے اپنی دلی نیک خواہشات کے ہم رنگ آپ کو یہ خوش خبریاں بھی دیں کہ:

’بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد‘۔ (براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623)

ترجمہ: ’’اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا‘‘۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 511)

نیز ؎

’چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 396)

ترجمہ: جب فارسی الاصل روحانی بادشاہ کا دَور شروع ہوگا تو ظاہری مسلمانوں کو ازسرِ نو مسلمان کیا جائے گا۔

5۔محبوب کی خاطر

آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کا ایک مسلسل اظہار وہ جدوجہد تھی جو آپ نے اس پیغام کے دفاع اور اشاعت کے لئے کی جو آنحضور ﷺ کے ذریعہ دنیا کو عطا ہوا۔ اسلام کے دفاع میں آپ نے عظیم جہاد کیا اور تمام غیر مذاہب کو ہر طرح للکارا۔ مقابلے، مباحثے، مناظرے، مباہلے، انعامات کی پیشکش، عذاب کی پیش خبریاں، غرضیکہ کوئی طریق نہ چھوڑا اور سب پر اتمام حجت کر دی۔ نیز آئندہ اس مقابلہ کے لئے بھی ایک عظیم علمِ کلام چھوڑا۔

اس کام کو جاری رکھنے کے لئے آپ نے جو جماعت بنائی اس کا دامن بھی حبِّ رسول سے باندھا اور دس شرائط بیعت میں اس حوالہ سے یہ دو شرطیں بھی شامل کیں:

’سوم......: حتی الوسع......اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے......میں مداومت اختیار کرے گا‘۔

’ششم: اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا‘۔

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ 12 جنوری 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 نیا اڈیشن نظارت اشاعت ربوہ)

بعد میں جب مردم شماری کے وقت جماعت کا نام رکھنے کی ضرورت پڑی تو آپ نے یہ نام بھی آنحضرت ﷺ کے حوالے سے ہی رکھا۔ جیسا کہ فرمایا:

’’اس فرقہ کا نام...فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ ...مدینہ کی زندگی میں اسم محمد ﷺ کا ظہور ہوا ...لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسمِ احمد ظہور کرے گا...پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے‘‘۔

(اشتہار واجب الاظہار 4 نومبر 1900ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 473۔ نیا ایڈیشن نظارت اشاعت ربوہ)

6۔محبوب کا رنگ

محبت انسان کو محبوب جیسا بننے پر اکساتی ہے۔ اس جہت سے بھی آپ کا عشق رسول ایک بے مثل رنگ رکھتا ہے۔ آپ نے ساری زندگی اور اپنے ہر قول و فعل میں اپنے آقا کی متابعت کا اتنا خیال رکھا کہ اطاعت رسول ﷺ آپ کے مزاج کا ایک لازمی حصہ بن گئی۔ اس سے ہٹ کر آپ نہ کچھ سوچتے، نہ بولتے اور نہ کرتے۔ آپ کی حیات کا ورق ورق اِتّباعِ رسول کے نور سے منور نظر آتا ہے۔ حسنِ خلق، حسنِ معاملہ، حسنِ معاشرت، شفقت و محبت، مہمان نوازی، دوست داری، ایفائے عہد، عیادت وتعزیت، عفو ودرگزر، برداشت ورواداری،، سادگی و بے تکلفی، محنت ومشقت، عبادت و ریاضت، سچائی، عدل و انصاف، جودوسخا، ایثار، مساوات، تواضع، اپنے ہاتھ سے کام کرنا، عزم واستقلال، شجاعت غرضیکہ سب طریق محبوب کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

7۔محبوب کے نام

اس عشق کا ایک عجیب رنگ یہ تھا کہ جب اس کامل اطاعت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقبول کیا اور یہ قرآنی وعدے پورے ہوئے کہ:

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)

ترجمہ: میری اتباع کرو (اس صورت میں) اللہ تم سے محبت کرے گا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ (النساء: 70)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا یعنی انبیاء۔

تو آپ نے کمال محبت سے اس انعام کو بھی آقا کی طرف لوٹایا اور تکرار سے یہ اظہار ضروری سمجھا کہ

i۔ ؎

اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے، مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

ii۔ ’’اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر بھی میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا‘‘۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412-411)

iii۔ ’’میرے لئے اس نعمت کا پایا جانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولا فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 6 4)

iv۔ ؎

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ زبحر کمال محمدؐ است

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 645)

ترجمہ: یہ روحانی خزائن جو میں خدا کی مخلوق کو دے رہا ہوں یہ آنحضور ﷺ کے دریائے کمال کا صرف ایک قطرہ ہے۔

8۔اعترافِ عشق

آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق اتنا منفرد اور بے مثال تھا کہ جس نے دیکھا اعتراف کیا۔

i۔ آپ کو ہر دم قریب سے دیکھنے والے آپ کے بڑے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے یہ شہادت دی کہ:

’’آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا‘‘۔

(سیرت المہدی جلد اول از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 201 نظارت اشاعت ربوہ فروری 2008ء)

ii۔ ایک اور بیٹے نے اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

’’آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔‘‘

(سیرت طیبہ مجموعۂ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 27 نظارت اشاعت، ربوہ)

iii۔ 1886ء میں بمبئی کے سیٹھ اسماعیل آدم صاحب نے اپنے پیر رشیدالدین صاحب العلمؒ (جھنڈے والے پیر) (حرّوں کے اوّلین پیشوا پیر صاحب پگاڑا کے بھائی) سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دعویٰ کے بارے میں راہنمائی کے لئے درخواست کی۔ پیر سائیں نے اپنے جوابی خط میں تین تصدیقی شہادتیں درج فرمائیں جن میں سے ایک یہ تھی:

’خواب میں ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) پر کفر کے فتوے دیئے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’درعشقِ مادیوانہ شدہ است‘

یعنی وہ ہمارے عشق میں دیوانہ ہوا ہے۔

(مکتوبات احمد جلد سوم صفحہ 262)

iv۔ تاہم اس عشق پر اصل گواہی وہ فضلِ الٰہی تھا جو تیس اکتیس سال کی عمر میں آپ پر زیارتِ رسول کی شکل میں ہوا جس کا ذکر آپ نے یوں فرمایا:

’’اوائل جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا میں (حضور ﷺ کو) دیکھا...آپ ﷺ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ کی پُرشفقت و پُرمحبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کرلیا اور آپ کے حسین وجمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا.......

(پھر آپ نے کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں آنحضور ﷺ سے خواب میں اپنی گفتگو کا حال لکھا اور اس کے بعد)

میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور میرے آنسو بہہ رہے تھے پھر میں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا‘‘۔

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 549-548)

9۔انتہائے عشق

اس عشق کی انتہا حضرت مسیح موعود کے درج ذیل عربی مصرعہ سے ظاہر ہے:

سَأَدْخُلُ مِنْ عِشْقِيْ بِرَوْضَةِ قَبْرِہٖ

کہ میں اپنے عشق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے روضہ مبارک میں داخل ہوجاؤں گا۔

(کرامت الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 95)

اس اظہار میں آپ نے آنحضرت ﷺ سے اپنے عشق کی انتہا اس پیشگوئی کی تکمیل قرار دیا ہے جو اُمّت کے موعود مسیح کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی تھی کہ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ باب نزولِ عیسیٰ صفحہ 480 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

یہ خبر علامتی ہے کیونکہ ظاہری معنی کرنے میں آنحضرت ﷺ کی کسر شان ہے۔ ویسے بھی حدیث میں قبر کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ مقبرہ کا۔ اور بمطابق آیتِ کریمہ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس :22) (ترجمہ: پھر اسے مارا اور قبر میں داخل کیا۔) اللہ ہر شخص کو موت دے کر ایک روحانی قبر عطا فرماتا ہے۔

یہ شاندار انجام اس روحانی مناسبت اور مقامِ قرب پر دال ہے جو آپ کو آنحضرت ﷺ سے اپنے بے مثل عشق کے نتیجہ میں بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوا۔

محبت کی یہ داستان خوب ہے اور یہ بیان دلوں کو گرماتا ہے اور ہمیں اکساتا اور اس احساس کو تازہ کرتا ہے کہ ہم بھی اپنے دلوں کو عشقِ رسول سے بھریں۔ ہماری آنکھیں اس احساسِ محبت سے تر رہیں۔ ہماری زبانیں اس آقا پر درود بھیجنے سے نہ تھکیں۔ ہمارے وجود اطاعتِ رسول سے ذرہ برابر منحرف نہ ہوں اور ہماری ہر حرکت اور سکون، قول اور فعل سیرتِ رسول ﷺ کے تابع ہو جائیں۔ ہم اپنے اندر محبت رسول کی ایسی لَو لگائیں کہ ہمارے وجود منور ہو جائیں اور ہمارے اردگرد سب کو اسی روشنی میں راستہ ملے تا کہ اللہ کی طرف ہماری دعوت میں بھی تازگی، حرارت اور برکت پیدا ہو۔ اور جیسا کہ آپ کو الہاماً فرمایا گیا:

كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ کہ ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265)

اللہ کرے کہ ہماری جھولیاں ان برکتوں سے سدا بھری رہیں۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

☆...☆...☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا

ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے ، اُس کے مقدّر میں خسارہ

ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہے ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا
ہم لوگ ہیں اِس دور کا اِک تازہ شمارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

ملتی ہے وفادار کو ہی عزّت و شوکت
بد عہد کی قسمت میں کہاں رحمت و نصرت
بد بخت ہے وہ شخص کہ جو قول پہ ہارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

برکاتِ رسالت کا ہی جھرنا ہے خلافت
دُنیا کو ابھی علم نہیں کیا ہے خلافت؟
ہے موجِ حوادث میں سکوں بخش کِنارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

ہے بیعت کنندہ پہ سدا ہاتھ خدا کا
چھوڑے نہ وہ دامان اگر صبر و رضا کا
آخر کو بدل جاتا ہے خود وقت کا دھارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

اللہ سے باندھے گئے پیماں پہ ہیں نازاں
جو ہم پہ ہے اُس چشمِ نگہباں پہ ہیں نازاں
اُس آنکھ کا ہم خوب سمجھتے ہیں اشارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ، ہمیں جان سے پیارا

اعداء کی نگاہوں میں تو مُسلم بھی نہیں ہیں
ہم لوگ مگر تختِ خلافت کے اَمیں ہیں
ہے اَوجِ ثریّا پہ مقدّر کا ستارا
ہے عہدِ بیعت اپنا ہمیں جان سے پیارا

جو اِس سے پھرے اُس کے مقدر میں خسارہ
ہے عہدِ بیعت اپنا ہمیں جان سے پیارا

(ارشاد عرشی ملک)

سابق مبلّغینِ انگلستان کو جاننے والے متوجہ ہوں

خاکسار مبلغین انگلستان کے تعارف پر مشتمل مقالہ بعنوان ’’مبلغین انگلستان کا اجمالی تعارف‘‘ لکھ رہا ہے۔ درج ذیل مبلغین انگلستان کے بارہ میں معلومات درکار ہیں۔ اگر آپ درج ذیل مبلغین کے رشتہ دار ہیں یا اُنہیں جانتے ہیں اور ان کے بارہ میں آپ کے پاس کوئی معلومات، کوائف اور واقعات ہیں تو براہ مہربانی خاکسار سے رابطہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

مبلغین کے اسماء اور انگلستان میں عرصۂ قیام

1	حضرت صوفی عبدالقدیر نیاز صاحبؓ	1928ء-1931ء	6	مکرم چوہدری شریف احمد باجوہ صاحب	1971ء-1972ء
2	مکرم مولوی محمد اسحاق ساقی صاحب	1945ء-1950ء	7	مکرم شیخ نذیر احمد حیدرآبادی صاحب	1966ء-1967ء
3	مکرم قریشی مقبول احمد صاحب	1948ء-1951ء	8	مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب	1946ء-1950ء
4	مکرم خلیل احمد اختر صاحب	-	9	مکرم مولود احمد خان دہلوی صاحب	1955ء-1960ء
5	مکرم چوہدری رحمت خان صاحب	1960ء-1964	10	مکرم مولوی مبارک علی صاحب	1921ء-1923ء

رابطہ کی تفصیلات:

Mobile No. 07476668989 **Email:** ahmadbutt118@gmail.com

[خاکسار ندیم احمد بٹ۔ متعلّم جامعہ احمدیہ یوکے (درجہ خامسہ)]

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

اسلام میں اعلیٰ اخلاق اپنانے، اچھے اخلاق ہر موقع پر ظاہر کرنے، گھروں میں بھی اور معاشرے میں بھی اور ہر سطح پر اعلیٰ اخلاق دکھانے، اپنوں اور غیروں سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی جتنی تعلیم دی گئی ہے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو بھی نہیں چھوڑا گیا، کسی اور مذہب میں اس طرح تفصیل سے ان کا بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن بد قسمتی سے مسلمان ہی ہیں جو اس لحاظ سے عموماً نچلے ترین درجہ پر سمجھے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اور مختلف مواقع پر بار بار اپنی اُمّت کو اخلاق کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ مسلمان عمومی طور پر رسول کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں اور سنّت پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسلمانوں کی اسی حالت کے پیش نظر جب یہ حالات ہونے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ لیکن اس طرف بھی یہ لوگ توجہ دینے سے انکاری ہیں

ان کی یہ حالت ہم احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں۔ تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کا اُسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا یا کسی بھی رنگ میں ان باتوں کے بارے میں نصیحت فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے حوالہ سے بعض بنیادی اخلاق کی تعلیم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلیٰ اخلاق کے پاکیزہ نمونوں کا تذکرہ۔

اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اخلاق کی تعریف اور مختلف اخلاق کو اپنانے کی نصائح

مکرم شیخ عبد المجید صاحب ابن مکرم شیخ عبد الحمید صاحب حلقہ ڈیفنس سوسائٹی کراچی کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02/مارچ 2018ء بمطابق 02/امان 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اسلام میں اعلیٰ اخلاق اپنانے، اچھے اخلاق ہر موقع پر ظاہر کرنے، گھروں میں بھی اور معاشرے میں بھی اور ہر سطح پر اعلیٰ اخلاق دکھانے، اپنوں اور غیروں سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی جتنی تعلیم دی گئی ہے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو بھی نہیں چھوڑا گیا، کسی اور مذہب میں اس طرح تفصیل سے ان کا بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن بد قسمتی سے مسلمان ہی ہیں جو اس لحاظ سے عموماً نچلے ترین درجہ پر سمجھے جاتے ہیں۔ غیر مسلم ان پر انگلی اٹھاتے ہیں کیونکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کے عمل اس کے خلاف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اور مختلف مواقع پر بار بار اپنی اُمّت کو اخلاق کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ مسلمان عمومی طور پر رسول کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں اور سنّت پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسلمانوں کی اسی حالت کے پیش نظر جب یہ حالات ہونے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ لیکن اس طرف بھی یہ لوگ توجہ دینے سے انکاری ہیں بلکہ بعض لوگ مخالفت میں بعض جگہوں پر یا بعض ملکوں میں انتہا پر پہنچے ہوئے ہیں اور معمولی اخلاق سے ہٹ کر، بلکہ ایک اخلاق سے نیچے گرے ہوئے شخص سے بھی گھٹیا بن کر، انتہائی گندی اور غلیظ زبان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ بھی یہ دنیا میں ہر جگہ بھگت رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا غیر مسلم ان پہ انگلی اٹھاتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہم احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں۔ تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کا اُسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا یا کسی بھی رنگ میں ان باتوں کے بارے میں نصیحت فرمائی ہے۔ ورنہ پھر ہمیں احمدی ہونے اور کہلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو ہم دیکھیں تو حیرت انگیز معیار نظر آتے ہیں۔ آپ کے گھریلو حالات کو دیکھیں تو کہیں آپ اپنی بیوی کے دوسری بیوی کے چھوٹے قد کا مذاق اڑانے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں کہ کسی کو جذباتی تکلیف نہیں دینی چاہئے۔ (سنن ابو داؤد کتاب الأدب باب فی الغیبۃ حدیث 4875) تو کہیں اس بات پر ایک بیوی کو سمجھا رہے ہیں کہ معمولی سی بھی ناپسندیدگی کا اظہار دوسری بیوی کے کسی کام پر نہیں ہونا چاہئے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب الحکم فیمن کسر شیئا حدیث 2333) کہیں آپ بچوں کے اخلاق بلند کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں کہ لوگوں کے پھلوں کے درختوں پر پتھر مار کر ان کا کچا پکا پھل جو ہے وہ ضائع نہ کرو۔ آپ نے ایک بچے کو فرمایا کہ اگر بہت بھوک لگی ہوئی ہے برداشت نہیں ہوتا تو درخت سے نیچے گری ہوئی پکی کھجوریں ہیں وہ اٹھا کر کھا لو۔ لیکن ساتھ ہی یہ نصیحت بھی فرمائی کہ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ مَیں تمہیں دعا دیتا ہوں کہ تمہیں ایسی حالت کی نوبت بھی نہ آئے کہ تمہیں نیچے سے اٹھا کے کھجوریں کھانی پڑیں۔ تم مجبور ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سامان فرماتا رہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب من قال انہ یاکل مما سقط حدیث 2622) اس دعا کے ساتھ بچے کو بھی توجہ دلا دی کہ اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، نہ کہ غلط طریقے سے لوگوں کے مالوں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ گو مجبوری میں بعض دفعہ اس طرح کی چیزیں جو نیچے زائد پڑی ہیں جائز بھی بن جاتی ہیں لیکن آپ نے فرمایا کہ اعلیٰ اخلاق اختیار کرو اور یہی نیکی ہے۔ پھر ایک بچے کو تیزی سے کھانے اور اپنا ہاتھ کھانے کی پلیٹ پر یا تھالی پر پھیرنے کی وجہ سے فرمایا کہ پہلے بسم اللہ پڑھو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (صحیح البخاری کتاب الاطمۃ باب التسمیۃ علی الطعام ... الخ حدیث 5376) پس بچوں کی تربیت بھی اس رنگ میں کرنی چاہئے تا کہ بڑے ہو کر ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں۔

پھر جھوٹ ایک گناہ ہے اور سچائی ایک نیکی ہے اور خُلق ہے۔ اس کو بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے آپ نے اس طرح نصیحت فرمائی کہ ایک صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور مَیں اپنے بچپن کی وجہ سے تھوڑی دیر بعد ہی گھر میں آپ کی موجودگی میں ہی کھیلنے کے لئے باہر جانے لگا تو میری ماں نے مجھے اس بابرکت ماحول سے دُور جانے سے روکنے کے لئے کہا کہ اِدھر آؤ۔ ابھی یہیں رہو۔ مَیں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تم اسے کچھ دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے کہا کہ ہاں میں اسے ایک کھجور

دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر تمہارا یہ ارادہ نہ ہوتا اور تم صرف بچے کو بلانے کے لئے یہ کہتی تو تم پھر جھوٹ بولنے کا گناہ کرنے والی ہوتی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الآدب باب فی التشدید فی الکذب حدیث 4991) اب اس بچے پر بھی اس چھوٹی عمر میں سچائی کی اہمیت اور جھوٹ سے نفرت واضح ہو گئی اور بڑے ہونے تک انہوں نے یہ بات یاد رکھی اور اس کے بعد بیان فرمائی کہ میرے دل میں یہ اہمیت تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو فرمایا کہ اگر تم ساری برائیاں نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ ایک برائی کم از کم چھوڑو۔ (تفسیر کبیر امام رازی جلد 8 جزء 16 صفحہ 176 تفسیر سورۃ التوبۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا آجکل کے مسلمانوں کے یہ معیار ہیں کہ اس باریکی سے جھوٹ سے بچیں اور سچائی کو قائم کریں بلکہ ہمیں اپنے بھی جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ اللہ کا شرک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا اور پھر راوی کہتے ہیں کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے یہ باتیں کر رہے تھے تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ غور سے سنو۔ جھوٹ اور جھوٹی گواہی۔ پھر آپ نے فرمایا جھوٹ اور جھوٹی گواہی۔ اور بار بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ یہ کہتے چلے گئے اور ہم نے خواہش کی کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب خاموش ہو جائیں۔

(صحیح البخاری کتاب الآدب باب عقوق الوالدین من الکبائر حدیث 5976)

پھر ہم اس رنگ میں بھی آپ کے اخلاق کا مظاہرہ دیکھتے ہیں۔ برداشت اور صبر کا کیا معیار ہے اور کس طرح آپ نصیحت فرماتے تھے۔ ایک بدّو مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کی طرف روکنے کے لئے دوڑے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور جہاں پیشاب کیا ہے وہاں پانی بہا دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ تنگی کے لئے۔ اس پر وہ بدّو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا ذکر کیا کرتا تھا۔

(سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی البول یصیب الارض حدیث 147)

آجکل تو لگتا ہے کہ مسلمان حکومتیں بھی، علماء بھی، گروہ بھی، دنیا میں تنگی پیدا کرنے کے لئے سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ نہ چھوٹی بات پہ آسانیاں پیدا کرنے والے ہیں نہ بڑی بات پہ۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ تم برا کر رہے ہو یا اچھا کر رہے ہو تو پھر اپنے ہمسائے کی طرف دیکھو کہ وہ تمہارے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الثناء الحسن حدیث 4222) پھر افسروں کو فرمایا کہ تمہارے اعلیٰ اخلاق کا تب پتا چلے گا جب تم اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھو گے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ عوام کی خدمت کرو گے۔ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 710 حدیث 17517 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1885ء) یہ معیار ہمارے لیڈروں میں اور افسروں میں کہاں نظر آتے ہیں۔ پس ہمارے جو جماعتی عہدیدار ہیں ان کو بھی اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

پھر جب تمام طاقتیں آپ کو مل گئیں اور عرب پر فتوحات ہو گئیں تو ہم آپ کے معیار کا یہ حال دیکھتے ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے کس طرح اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا کہ دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ ایسے دشمن جو جانی دشمن تھے جنہوں نے مسلسل تکلیفیں دی تھیں اور پھر یہی معافی جو ہے وہ بہت سوں کے اسلام لانے کا موجب بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین معیار کا، اعلیٰ ترین اخلاق کے معیار کا، ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ جلّ شانہٗ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 5) یعنی تُو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے۔ سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنی ہیں یعنی یہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی''۔ (کون سی قسمیں) ''سخاوت (ہے)، شجاعت (ہے)، عدل (ہے)، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ'' (یعنی حوصلے سے کسی چیز کو برداشت کرنا) ''تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروّت، غیرت، استقامت، عفت، زہادت، اعتدال، مؤاسات یعنی ہمدردی۔ ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق، وفا وغیرہ۔ جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبّر کے مشورے سے اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر کی جائیں گی تو سب کا نام اخلاق ہوگا۔ اور یہ تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقع کے لحاظ سے بالارادہ ان کو استعمال کیا جائے''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 333) ایک عادتاً نہیں بلکہ ہر خلق جو ہے اس کو اس لحاظ سے استعمال کیا جائے کہ اس کے نیک نتیجے پیدا ہوں۔ بعض دفعہ سزا دینی پڑتی ہے تو سزا اس ارادے سے کہ نیک نتائج پیدا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلیٰ اخلاق دکھانے کی مختلف حالتوں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ: اعلیٰ اخلاق کا دو حالتوں میں پتا لگتا ہے۔ ابتلاؤں میں بھی اور تنگی کی حالت میں بھی، ابتلاؤں اور تنگی کی حالت میں اور انعام اور کشائش کی حالت میں۔ ابتلاء اور تنگی میں جو صبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا نمونہ دکھائے وہ اعلیٰ اخلاق کا مالک ہے اور انعام اور حکومت میں جو عاجزی اور انصاف قائم کرے وہ اعلیٰ اخلاق والا کہلا سکتا ہے اور یہ دونوں حالتیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں روشن ہو کر ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ کس طرح فتح مکہ کے موقع پر اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلا کی حالت میں اور یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتا نہیں مل سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپ کی زندگی کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذا رسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کے کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اس کی تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ پھر مدینہ میں جب آپ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثروں کو معاف کر دیا۔ باوجود قوتِ انتقام پانے کے پھر انتقام نہ لیا۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 196-195۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا مزید ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔ اکثر آدمیوں کو میں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی غصہ وَر اور زُود رنج ہیں''۔ (بڑے سخی ہیں لوگوں کو دیتے بھی ہیں لیکن ساتھ غصہ بھی آ جاتا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر ناراضگی بھی آ جاتی ہے۔ کسی کو دیا تو اس کے بعد پھر احسان بھی جتا دیا۔ ناراضگی ہوئی تو)۔ فرمایا کہ ''بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں۔ بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو ان میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔ ...'' (عاجزی ہے، انکساری ہے لیکن بہادری نہیں۔ ذرا سی کوئی بات موقع آئے تو فوراً بزدلی دکھانے لگ جاتے ہیں)۔ فرمایا کہ ہر انسان جامع صفات بھی نہیں ہوتا۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی ہے کہ ''بالکل محروم بھی نہیں ہے۔'' اور پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان اخلاق کے بارے میں سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو جمیع اخلاق میں کامل تھے اسی لئے آپ کی شان میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 132۔133۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس تکالیف کے زمانہ میں بھی آپ نے اخلاق دکھلائے اور صبر کا وہ مظاہرہ کیا کہ دنیا حیران ہو گئی اور تمام عرب کی حکومت ملی جیسا کہ فرمایا کہ میں نے تو تمام ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیا۔ پس اخلاق کے اعلیٰ معیار ہیں جو ہر حالت میں ایک حقیقی مسلمان کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے کو ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں اور دکھانے چاہئیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرماتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ اعلیٰ اخلاق ایسے تھے جنہوں نے لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا اور ایک اعجاز دکھایا۔ پھر آپ ہمیں فرماتے ہیں کہ اگر تم اس سنت پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق اچھے کر لو اور ہر خُلق کو موقع اور محل کے مطابق استعمال کرو تو تم بھی اعجاز دکھانے والے بن سکتے ہو۔

آپ فرماتے ہیں ''خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ عذرات پیش کر دیتے ہیں اور اس کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ لیکن اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔'' فرمایا کہ ''یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی''۔ فرمایا کہ ''مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیّئہ کو چھوڑ کر (برے اخلاق کو چھوڑ کر) عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے۔'' (اچھی خصلتیں اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔) ''اس کے لئے وہی کرامت ہے''۔ (تو یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ اگر اس طرح کر لو کہ برے اخلاق کو چھوڑ دو اور نیکیاں اپنے اندر پیدا کر لو۔) ''مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصہ وَر ان عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا اِمساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ کرامت ہے''۔ (سخت مزاج آدمی ہے۔ غصہ ور آدمی ہے۔ یہ بری عادتیں ہیں انکو چھوڑ کر نرمی اور معاف کرنے کی صفت اختیار کرتا ہے یا کنجوسی کو چھوڑ کر سخاوت کرتا ہے، اپنے ہاتھ کو روکے رکھنے کی بجائے اور حسد کے بجائے ہمدردی کرتا ہے تو اگر ایسی تبدیلی پیدا کر لو تو یہ ایک کرامت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نتیجے بھی دکھاتی ہے۔ ''اور ایسا ہی خودستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے''۔ (اپنے آپ کی تعریف کرنا یا اپنے آپ کو اظہار کرنا یا تعریف کروانا ان باتوں کو چھوڑ کر عاجزی اختیار کرو تو یہ کرامت بن جائے گی۔)

فرمایا کہ ’’پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ مَیں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ (ایک) ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ خَلق اور خَالِق کے نزدیک اہلِ کرامت ہو جاوے۔ بہت سے رِند اور عیّاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 142-141۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) بظاہر عموماً دنیادار بھی اخلاق دکھا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جس بات کو اخلاق کا نام دیا جاتا ہے وہ حقیقت میں عموماً ایک دکھاوا ہوتا ہے اور صرف اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنے کے لئے یہ کر رہے ہوتے ہیں جہاں اپنے ذاتی مفادات بھی نہ ہوں وہاں اپنے آپ کو اچھا ثابت کرتے ہیں۔ دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ یا پھر بعض دفعہ کسی بڑے افسر کے سامنے یا بڑے امیر آدمی کے سامنے اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ بڑے اچھے اخلاق ہیں حالانکہ وہ مداہنت ہے۔ ایسی چیز ہے جو کمزوری ہے اور خوف کے مارے یا بزدلی کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے کیونکہ یہ اسلام کے سچے اخلاق نہیں ہیں۔ بلکہ اعلیٰ خُلق یہ ہے کہ دل سے اس بات کا اظہار ہو رہا ہو۔ اگر ہمدردی ہے تو دل سے ہو۔ اگر دوسری باتوں کا اظہار ہے تو دل سے ہو۔

چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ’’اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آجکل کے نوتعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں کہ ملاقات وغیرہ میں زبان سے چاپلوسی اور مداہنہ سے پیش آتے ہیں اور دلوں میں نفاق اور کینہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ اخلاق قرآن شریف کے خلاف ہیں۔

دوسری قسم اخلاق کی یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے۔ دل میں نفاق نہ ہو اور چاپلوسی اور مداہنہ وغیرہ سے کام نہ لے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: 91)۔ تو یہ کامل طریق ہے‘‘۔ (عدل کرو۔ انصاف سے کام کرو۔ جو حقیقت ہے اس کو بیان کرو۔ پھر ایسی صورتیں پیدا ہوتی ہیں جہاں احسان کرنے کی ضرورت ہے وہاں احسان کرو۔ پھر اس سے آگے بڑھو تو دوسروں سے اس طرح سلوک کرو ایسے اخلاق دکھاؤ جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے کرتی ہے یا کوئی بہت قریبی رشتہ دار قریبی رشتے سے کرتا ہے۔) تو فرمایا کہ ’’یہ کامل طریق ہے اور ہر ایک کامل طریق اور ہدایت خدا کے کلام میں موجود ہے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں وہ اور جگہ ہدایت نہیں پا سکتے۔ اچھی تعلیم اپنی اثراندازی کے لئے دل کی پاکیزگی چاہتی ہے۔ جو لوگ اس سے دُور ہیں اگر عمیق نظر سے ان کو دیکھو گے تو ان میں ضرور گند نظر آئے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 200۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس کے لئے دل کی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے حکموں پر چلانے کی ضرورت ہے۔

فرمایا کہ ’’زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ نماز، (اور) صدق وصفا میں ترقی کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 200۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اپنی عبادتوں میں ترقی کرو۔ اپنے سچائی کے معیار کو بڑھاؤ۔ اپنی ہر بات میں سچائی پیدا کرو۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ نیکیاں کیا ہیں؟ بعض سمجھتے ہیں کہ صرف ظاہری نمازیں اور عبادت ہی نیکی ہے یا معمولی اخلاق دکھا دیئے تو بڑی نیکی ہو گی اور دوسرے بہت سارے بنیادی اخلاق کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس پر بڑے خوبصورت انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔‘‘ (ایک چابی ہے اس کی۔) ’’جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں‘‘۔ (ان سے پھر کوئی خیر نہیں ہوتی فائدہ نہیں پہنچتا۔) فرمایا کہ ’’میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا‘‘۔ (یہ زہر بھی کام آ سکتے ہیں۔ گند بھی کام آ سکتا ہے لیکن اخلاق فاضلہ کو حاصل کرتا ہے۔ اگر انسان ایسا نہیں کرتا اور لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچاتا) تو فرمایا کہ ’’ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آ سکتا۔‘‘ (پس انسان تبھی کام آ سکتا ہے جب اس میں اعلیٰ اخلاق ہوں۔)

فرماتے ہیں کہ: ’’مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آ جاتی ہیں۔ اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی اور یہی وہ مقام ہے جہاں انسان بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف: 180) کا مصداق ہو جاتا ہے۔‘‘ (انتہائی گری ہوئی چیز بن جاتا ہے۔) ’’پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 76۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر اخلاق پیدا ہوں گے تو دوسری نیکیاں کرنے کی بھی توفیق ملے گی۔ روزمرہ معاملات میں یہ اخلاق کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کے چِڑ جاتے ہیں۔‘‘ (کوئی سوالی آئے تو اس کو دیکھ کے چِڑ جاتے ہیں۔ کوئی ضرورت مند آئے تو اس کو دیکھ کر چِڑ جاتے ہیں۔) ’’اور کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانا شروع کر دیتے ہیں‘‘۔ (مسائل بیان کرنے شروع کر دیتے ہیں بجائے اس کے کہ اس کو دیں۔ مانگنے والا آیا ہے تو وہ اس سے علمی باتیں شروع کر دیں گے یا سوال کرنے کی برائیاں اور اچھائیاں بیان کرنی شروع کر دیں گے۔) فرمایا ’’اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے‘‘۔ (اگر کوئی سوالی ایسا ہے جو صحت کے باوجود سوال کرنے آیا ہے تو اس کا گناہ اس کے سر ہے۔ تمہارے پاس کچھ ہے، مانگ رہا ہے تو اس کو دے دو۔) ’’اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں لَوْ اَتَاكَ رَاكِبًا کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دے دینا چاہئے اور قرآن شریف میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ: 11) کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو‘‘۔ (سوالی، سوال کرنے والے کو نہ جھڑکو) ’’کیونکہ اس سے ایک قسم کی بداخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلد ہی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بنا دے‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک چیز دوسری چیز کو جذب کرتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ‘‘۔ (یہ جذب کرنے کا مسئلہ) ’’ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دے دے گا۔‘‘ (سائل سے نرمی کے ساتھ جب تُو پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دے دے گا) ’’تو قبض دُور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا۔‘‘ (یعنی جو دل میں ایک روک پیدا ہو جاتی ہے وہ دُور ہو جائے گی اور پھر دوسری نیکیوں کی بھی توفیق ملے گی) ’’اور اس کو کچھ دے بھی دے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 75-76۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ہمارے معاشرے میں عموماً والدین کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے۔ والدین اگر احمدی نہیں یا مخالفت کر رہے ہیں تو ان کا احترام کس طرح آپ نے قائم فرمایا۔ آپ نے شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کو ان کے والد کے بارے میں دریافت فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ ’’ان کے حق میں دعا کیا کرو۔ ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔‘‘ (کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھے اس لئے ان کو اپنا نمونہ دکھاؤ تا کہ وہ اسلام کی سچائی کے قائل ہو جائیں۔) ’’اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیّز شخص ہوتا ہے۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور میں جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل وجان سے ان کی خدمت بجا لاؤ‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 175۔ حاشیہ نمبر 1۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخلاق ہی ہیں جو انسان اور جانوروں میں فرق کرتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

’’اوّل چارپایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آتا ہے کھاتا ہے۔ جیسے کتّا اس قدر کھاتا ہے کہ آخر قَے کرتا ہے‘‘۔ (کیا کیفیت ہونی چاہئے۔ کس حالت میں ہونی چاہئے۔ کس طرح ہونی چاہئے اور اس میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ کتّے کی مثال دی کہ اس کو یہ نہیں پتا کتنا کھانا ہے۔ وہ کھاتا ہے تو کھاتا چلا جاتا ہے اور آخر قَے کر دیتا ہے۔ یہاں ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہی حال ہے۔ لالچ ختم ہی نہیں ہوتی اور جائز اور ناجائز طریقے سے چاہے وہ کھانا ہو یا لوگوں کا مال ہو کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔)

فرمایا کہ ’’دوسرا یہ کہ اَنعام حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتے‘‘۔ (ایک تو یہ ہے کہ ان کو یہ فرق نہیں پتا کہ کیسی حالت رہنی چاہئے۔ کس طرح رہنی چاہئے۔ روحانیت کیا کہتی ہے اور کس حد تک تمہیں اپنے جائز ذرائع سے کھانے اور کمانے کی اجازت دیتی ہے۔ صرف یہی نہیں ہے کہ جیبیں بھرتے چلے جاؤ اور اپنے خزانے بھرتے چلے جاؤ بلکہ اس کا اندازہ ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جانور حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا۔ فرمایا کہ ’’ایک بیل (مثلاً بیل کی مثال ہے) کبھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں‘‘۔ (کھلا بیل ہے، جانور ہے گھاس چر رہا ہے تو اپنے کھیت سے اگر باڑ نہیں لگی ہوئی تو دوسرے کھیت میں بھی چلا جائے گا۔ اس کو تمیز ہی نہیں ہے۔) تو فرمایا کہ ’’ایسا ہی ہر ایک امر جو کھانے کے لحاظ سے ہو (وہ) نہیں کرتا...‘‘۔ فرمایا کہ ’’یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان

نہیں۔ پاک پلید کا تو یہ حال (ہے کہ) عرب میں مردے کتّے کھا لیتے تھے..."۔ (پھر آگے آپ نے مثال دی کہ اس زمانے میں بھی لوگ کھا لیتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ) "یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردّد و تامّل نہیں۔ جیسے یتیم کا گھاس گائے کے سامنے رکھ دیا جاوے، بلا تردّد کھا لے گی" (یعنی کہ گائے جو ہے اس کے سامنے گھاس رکھ دو، چاہے وہ جائز طریقے سے آیا ہے یا ناجائز طریقے سے، تو گائے نے تو کھا لینا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ یتیموں کا مال جائز اور ناجائز طریقے سے کھا لیتے ہیں۔) فرمایا "ایسا ہی ان لوگوں کا حال ہے۔ یہی معنی ہیں وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (محمد:13)۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا"۔ (جب ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں تو پھر ایسے انسانوں کا ٹھکانہ دوزخ بن جاتا ہے۔) فرمایا کہ "غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں۔ ایک عظمتِ الٰہی کا۔ جو اس کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے۔ اور دوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ کا۔ پس جو نوع انسان کے خلاف ہو وہ بھی اخلاق کے برخلاف ہے"۔ (اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اس کی عظمت نہیں مانتے۔ اس کی عبادت نہیں کرتے۔ اس کی باتوں کو توجہ سے نہیں سنتے۔ اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو یہ بھی اخلاق نہیں۔ اور اگر لوگوں کے حق ادا نہیں کرتے۔ ناجائز طریقے سے ان کے مال کھاتے ہو۔ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہو یا اور طریقے سے بداخلاقی دکھاتے ہو تو یہ بھی اخلاق کے خلاف ہے۔) آپ فرماتے ہیں "آہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ان باتوں پر جو انسان کی زندگی کا اصل مقصد اور غرض ہیں غور کرتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 78۔79۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک برائی تکبر کی ہے جو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاقِ رذیلہ کے بہت سے جنّ ہیں"۔ (گھٹیا اخلاق کے بہت سے جنّ ہیں جو انسان کے اندر ہوتے ہیں۔) "اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں۔ مگر سب سے آخری جنّ تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے"۔ فرمایا کہ "بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں" (بڑی عاجزی دکھاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت عاجز ہیں) "لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قِسموں سے بچنا چاہئے۔ بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبّر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبّر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قِسمیں تکبّر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 402۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں "کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی۔ ترکِ اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے"۔ (فرمایا کہ نیکیوں کی انسان کو توفیق ملتی ہے اور فرمایا کہ ترک اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے۔ جب اخلاق کو ترک کر دو گے تو یہ بدی اور گناہ بن جاتا ہے۔ اور پھر اس سے نیکیوں کی یہ توفیق بھی ختم ہو جاتی ہے۔) فرمایا "ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اس کو خبر نہیں کہ اس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہنچتا ہے۔" (کسی عورت کے ساتھ اگر زنا کیا ہے، شادی شدہ تھی) "اب اگر یہ اُس تکلیف اور صدمے کو محسوس کر سکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعلِ شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوع انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا"۔ فرمایا کہ "ایک شخص جو چوری کرتا ہے کمبخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے (کسی غریب آدمی کے گھر میں چوری کر لیتا ہے اس کے لئے کچھ) "ہی چھوڑ جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیا میٹ کر دیتا ہے"۔ پھر آپ فرماتے ہیں "اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا۔ فلاں جگہ کسی عورت کو قتل کر ڈالا... اب سوچ کر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں؟ ممکن ہے کہ اپنے جیسے انسان پر مصیبت آئے اور یہ محسوس نہ کرے"۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 77۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اگر یہ اخلاق ہی نہ ہوں، احساس ہی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف ہی نہ ہو تو تبھی یہ حالت پیدا ہوتی ہے۔ نہیں تو اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو یا انسانیت انسان میں ہو تو کبھی اس قسم کی حرکتیں نہ کریں۔

اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی ہے"۔ (لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا کہ جماعت میں کیا ترقی ہو گئی ہے) "اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء غیظ و غضب میں مبتلا ہیں"۔ (یہ الزام بھی ہم پر لگاتے ہیں کہ غیظ و غضب میں بھی مبتلا ہیں اور افترا بھی کرتے ہیں۔) "کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا"۔ (ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں تو پھر ان کو شرمندہ ہونا چاہئے۔) فرمایا کہ "جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے..."۔ (اس لئے تم لوگ بھی جو بیعت میں آئے ہو تو لوگ جو الزام لگاتے ہیں کہ یہ ہوا یہ ہوا۔ وہ الزامات تمہارے پہ سچ ثابت نہیں ہونے چاہئیں۔) فرمایا "روحانی باپ آسمان پر لے جاتا" (جس طرح جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور ظاہری زندگی کا باعث بنتا ہے اسی طرح روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے) "اور اس مرکز اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے"۔ فرمایا کہ "کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ طوائف کے ہاں جاوے؟ اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے یا اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں"۔ فرمایا کہ "مَیں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے۔ لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بد کام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔" (اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ جائے گا) "کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے"۔ (بدنمونہ جو لوگ دیکھیں گے تو ان کو پھر اس جماعت سے دُوری پیدا ہو جائے گی۔ وہ قریب نہیں آئیں گے۔ اور پھر اس سعادت سے، جماعت میں شامل ہونے کی جو برکات ہیں اس سے محروم رہ جائیں گے۔) "پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں"۔ فرمایا کہ "یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے"۔ (اگر دوسرے انسان کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں تو پھر وہ بخیل اور کنجوس ہے۔) "اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ مَیں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں"۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 147-146۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا، وہ غمرہ جو دل میں پڑ جاتا ہے دُور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:12)۔ یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دُور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے۔ شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لاتبدیل سنّت ہے جیسے فرمایا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (الاحزاب:63)۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوہ رسول پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق کو ہر لحاظ سے اور ہر موقع پہ اور ہر جگہ اور ہر صورت میں بہتر سے بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے اخلاق کے معیار اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں، نہ کہ دنیا دکھاوے کے لئے۔ مخلوق کی سچی ہمدردی ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ تقویٰ کے معیار بلند کرنے والے ہم ہوں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو ہماری سوچ ہر وقت یہ رہے کہ ہمارا کوئی عمل اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی بدنامی کا باعث نہ بنے بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہم پھیلانے والے ہوں اور دنیا کو اس سے متاثر کرنے والے ہوں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم اپنے اخلاق کے معیاروں کو بڑھانے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر دعا سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس کے حصول کے لئے مدد طلب کرنے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم شیخ عبدالمجید صاحب ابن شیخ عبدالحمید صاحب حلقہ ڈیفنس سوسائٹی کراچی کا ہے۔ 15؍فروری کو 88 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت شیخ نور احمد صاحب جالندھر کے ذریعہ سے آئی تھی جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں 313 صحابہ کی فہرست میں 242 نمبر پر شیخ نور احمد صاحب جالندھر حال ممباسہ کے نام سے کیا ہے۔ (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 328) یہ 1929ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج قادیان سے ایف ایس سی (FSC) کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیمیکل انجنیئر نگ میں ایم ایس سی (MSC) کی اور کالج میں ٹاپ بھی کیا۔ پھر 1951ء سے 1953ء تک یہاں یوکے کی سرے (Surrey) یونیورسٹی میں میٹالوجیکل انجنیئر نگ کی تعلیم حاصل کی۔ اور اس کے بعد پھر آپ کو کراچی میں جماعتی خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ سیکرٹری جائیداد، صدر امداد کمیٹی، حلقے کے صدر تھے۔ نائب امیر کراچی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مجلس تحریک جدید مرکزیہ کے ممبر تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹی ہیں سلمیٰ طارق جو طارق سجاد صاحب کی اہلیہ ہیں

اور دو نواسے اور ایک نواسی ہیں۔

ان کے نواسے لکھتے ہیں کہ قادیان میں بزرگوں کی صحبت میں رہ کے بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق تھا۔ اور کہتے ہیں میٹرک کے امتحان میں انگریزی کا پرچہ اچھا نہیں ہوا تو یہ مسجد کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں حضرت مولانا شیر علی صاحب ملے۔ وہ مسجد سے نکل رہے تھے۔ مولانا صاحب نے امتحان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ پرچہ اچھا نہیں ہوا۔ مولانا شیر علی صاحب نے ہاتھ اٹھا کر وہیں دعا کی اور ان کو کہا کہ آپ پاس ہو جائیں گے۔ خوشخبری دی۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دعا ایسی قبول ہوئی کہ ہر امتحان میں مَیں پاس ہی ہوتا چلا گیا۔ تنگی اور خوشی کے مختلف حالات ان پر آئے۔ یہاں سے جانے کے بعد مختلف نوکریاں بھی انہوں نے کیں اور جماعتی مخالفت کی وجہ سے بھی یا افسران کے آپس کے کچھ غلط رویّوں کی وجہ سے ان کو نوکریوں سے نکالا جاتا رہا۔ آخر انہوں نے کاروبار شروع کیا اور کاروبار میں یہ عہد کیا کہ اپنے خرچ کے لئے کچھ تھوڑا سا رکھوں گا۔ باقی جو کچھ ہو گا وہ جماعت کو پیش کر دیا کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے تا زندگی اس عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے کیا تھا نبھایا۔ انہوں نے بزنس کیا ہے۔ کارخانے لگائے۔ اس کا جو بھی منافع آتا اس سے بے انتہا انہوں نے جماعت پر خرچ کیا اور جماعت کو ہمیشہ چندہ دیتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب ایم ٹی اے کا اجراء فرمایا تو اس وقت بھی انہوں نے فوری طور پر ایک کروڑ روپیہ وہاں ادا کر دیا۔ اسی طرح رشیا میں ایک دفعہ مسجد بنانے کا خیال پیدا ہوا تھا تو اس وقت تحریک سے پہلے احمدیوں کا ایک رشین وفد یہاں آ کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں باتیں ہو رہی تھیں تو اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو پرائیویٹ سیکرٹری نے بتایا کہ شیخ صاحب نے بغیر کسی تحریک کے یہ خطیر رقم وہاں مسجد کے لئے دی ہے۔ اور پرائیویٹ سیکرٹری نے ان کو بتایا کہ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بڑا خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح وہاں کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ 2010ء میں جب دارالذکر میں اور ماڈل ٹاؤن میں 28؍مئی کا واقعہ ہوا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اسی دن شام کو میں دفتر گیا تو دیکھا کہ وہاں کے سیکرٹری مال ایک رسید کاٹ رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ صفر پہ صفر ڈال رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ غلطی سے تو نہیں کر رہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ابھی شیخ صاحب سیّدنا بلال فنڈ کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم دے کر گئے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی اشاعت کے لئے انہوں نے بڑی خطیر رقمیں دیں۔ جماعت کراچی کے بیشمار پراجیکٹ تھے ان کے لئے چندے دیئے اور انہوں نے ہمیشہ بڑی سادگی سے زندگی گزاری۔ ان کے ظاہری رکھ رکھاؤ سے لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ شخص دو فیکٹریوں کا مالک اور بڑا امیر آدمی ہے کیونکہ جو کمائی ہوتی تھی اپنے اخراجات کے لئے اور گھر کے اخراجات کے لئے رکھ کے باقی جماعت کو دے دیا کرتے تھے اور آخر میں بھی یہی وصیت کر کے گئے کہ یہ جو میری جائیداد ہے یہ جماعت کی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے نواسوں نواسی کو اور بچوں کو، بیٹی کو بھی صبر و حوصلہ بھی عطا فرمائے اور ان کے نیک نمونوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازوں کے بعد ان کا نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

☆...☆...☆

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اصحاب کے پُرخلوص نذرانے از صفحہ 10

"ایک مرتبہ میں نے اپنی ایک جیبی گھڑی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بطور نذرانے کے پیش کی۔"

(ذکر حبیب صفحہ 45 از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

مدراس کا حلوہ اور مچھلی بھجوانا

حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ (بیعت 1894ء۔ وفات جون 1915ء) نہایت ہی مخلص اور جاں نثار صحابی تھے۔ آپ قادیان سے اڑھائی ہزار سے زائد میل کی مسافت پر مدراس (موجودہ چنائی) میں رہتے تھے۔ آپ نے اپنے اوپر فرض کر رکھا تھا کہ ہر مہینے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک سو روپیہ پیش کریں گے، اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع پر مالی خدمت میں پیش پیش رہے۔ مالی خدمات کے علاوہ مدراس اور بمبئی سے بعض قیمتی اشیاء بھی حضور اقدسؑ کی خدمت میں ارسال کرتے جس میں خاص طور پر مشک اور عنبر کا ذکر آتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے محبت و عقیدت سے مدراس سے حلوہ کا تحفہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھجوایا، جس کے جواب میں حضورؑ نے تحریر فرمایا:

"حلوا پہنچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ مدراس کا رزق قادیان پہنچا دیا۔ حلوا بظاہر بباعث شدت موسم گرما خراب ہو گیا اور اس پر وہ زنگ جیسا شیرینی پر چڑھ جاتا ہے ایسا چڑھ گیا تھا کہ شیرینی پھینکنے کے لائق معلوم ہوتی ہے۔ بعض نے کہا اب قابل استعمال نہیں لیکن ایک خادمہ نے کہا کہ میں اس کو نئے سرے سے بنا دیتی ہوں۔ پھر خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا، ایسی عمدہ شیرینی بطور قرص بنا لائی کہ نہایت لذیذ تھی۔ اسی وقت تمام اہل و عیال میں تقسیم کی گئی۔ چونکہ بھیجنے والوں نے محبت اور ارادت سے بھیجی تھی اس لئے خدا نے شیرینی کو بگڑنے اور بیکار ہونے سے محفوظ رکھا۔ خدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور آپ کو جزائے خیر بخشے، آمین۔"

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 421 مکتوب نمبر 91۔ جدید ایڈیشن 2009ء قادیان)

سیالکوٹ سے ٹرنک لے کر آنا

حضرت سید امیر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت مئی 1891ء۔ وفات 11؍اکتوبر 1927ء) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص اصحاب میں سے تھے اور حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ آپ نے سیالکوٹ کے ایک احمدی تاجر حضرت محمد دین صاحب سیالکوٹی کے کارخانہ سے خاص آرڈر پر ایک ٹرنک بنوایا جس میں لکھنے پڑھنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تھے اور وہ بلحاظ اپنی مضبوطی، خوبصورتی اور کارآمد شے کے ہر طرح عمدہ تھا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں وہ خوبصورت ٹرنک بطور تحفہ پیش کیا۔ حضرت اقدس نے اس ٹرنک کو بہت پسند فرمایا۔

(الحکم 24 جون 1905ء صفحہ 12 کالم 2)

پتاشے لے کر آنا

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت 1897ء - وفات 15 دسمبر 1963ء) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ قادیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا، اتفاق سے اس وقت میرے پاس کافی رقم نہ تھی کہ خدمت عالیہ میں مناسب نذرانہ پیش کرتا، اس لئے جذبہ محبت و عقیدت سے دو آنہ کے پتاشے ہی لے کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور نماز عصر کے بعد پیش کر دیے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے بڑی مسرت سے انہیں قبول فرمایا اور ایک خادم کے ذریعہ اندرون خانہ بھجوا دیے۔"

(حیات قدسی جلد دوم صفحہ 14)

پیسے بھجوا کر عمدہ کھانا کھانے کی خواہش کرنا

حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کا زیور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوایا اور لکھا کہ اس زیور کی قیمت میں سے فلاں قدر رقم (غالبًا دو روپیہ لکھے تھے یا اس سے کم و بیش) کا عمدہ کھانا میرے طرف سے تیار کروا کر حضور تناول فرماویں۔

حضرت اقدسؑ نے جوابًا تحریر فرمایا:

"آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کر دی ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر پنجم صفحہ 196,197 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

تلاش کے بعد بھینس بطور تحفہ لے کر آنا

حضرت میاں عبدالمجید خان صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت 1892ء۔ وفات 4 جنوری 1963ء) کپورتھلہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت میاں محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، آپ بھی اپنے والد کی طرح نہایت مخلص اور فدائی وجود تھے۔ آپ کے اخلاص بھرے تحفہ کے متعلق ایڈیٹر اخبار بدر لکھتے ہیں:

"خان صاحب عبدالمجید خان افسر بگھی خانہ کپورتھلہ .... اپنے علاقہ سے نہایت محنت اور تلاش کے بعد ایک بھینس.... اپنی گرہ سے خرید کر کے حضرت کے حضور میں لائے ہیں۔ حضرت نے اس کی قیمت بھی ادا کرنی چاہی مگر خان صاحب نے باصرار قیمت لینے سے انکار کیا اور عرض کیا کہ یہ حضور کی نذر ہے۔"

(بدر 23 مئی 1907ء صفحہ 8,9)

کٹک سے آموں کا تحفہ

اسی صفحے پر بھارتی صوبہ اڈیشہ کے شہر کٹک (قادیان سے دو ہزار کلومیٹر سے زائد فاصلے پر) سے حضرت سید احمد حسین صاحب اور سید سعید الدین صاحب کا کٹک سے آم بھجوانے کا ذکر ہے۔

یہ ایک جھلک تھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے ایفاء کی کہ ایک طرف مخالفین نے فتووں سے لے کر عملی اقدام تک ہر ممکن کوشش کی کہ کوئی بھی قادیان نہ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے محبّین کی تعداد میں دن بدن اضافہ کیا اور آپؑ کو اپنی اس مقبولیت کا وارث بنایا جس کا ذکر حدیث مبارک میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیلؑ کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے فلاں شخص سے محبت ہے پس تُو بھی اُس سے محبت کر، تو جبرئیل بھی اُس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبرئیلؑ آسمان والوں کو منادی کر کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اُس سے محبت کرو تو اہل سماء بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ پھر اُس شخص کی مقبولیت ساری زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے، مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے، ان کی کوئی جائیداد نہیں مگر ان کے لا انتہاء اخلاص اور ارادت سے محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو اُن سے وقتًا فوقتًا صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار اُن کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے ایسے پکّے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں، ان دنیوی لذّات کے دلدادوں کو اس لذّت کا علم ہو جائے تو اس کے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 584۔ نظارت اشاعت ربوہ)

....

تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا　　　اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آپ کے اصحابؓ کے پُرخلوص نذرانے

غلام مصباح بلوچ ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

علیم وخبیر خدا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے دعویٰ ماموریت سے ایک عرصہ قبل ہی یہ بشارات دے دی تھیں کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ گوشۂ خلوت میں پڑی تیری ذات ہر خاص وعام کا مرجع ہوگی اور لوگ دُور دُور سے سفر کرکے آئیں گے اور قادیان کو اپنی منزل بنائیں گے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ہی ان تمام بشارات کا ذکر فرما دیا تھا، بعد ازاں بھی اللہ تعالیٰ نے مزید الہامات کے ذریعے اپنی مزید تائید ونصرت کا وعدہ فرمایا جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یَأْتِیْکَ تَحَائِفُ کَثِیْرَۃٌ (بدر 23 مئی 1907ء صفحہ 8,9) یعنی تیرے پاس بہت سے تحائف آئیں گے۔ یہ بھی ذوالمنن و ذوالمجد خدا کی طرف سے یقین دہانی تھی کہ گو زمانہ بُغض وعناد اور مخالفت میں بہت زور لگائے گا لیکن پھر بھی آنے والے مخلصین میں کمی نہ ہوگی اور سعید فطرت ہمیشہ اخلاص و وفا کا نذرانہ لے کر تیری جماعت میں آشامل ہوں گے۔ بہت جلد اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کا ایفاء فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک وجود ’’اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا‘‘ کے دَور سے نکل کر ’’اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا‘‘ کے مبارک دَور میں داخل ہوا اور لاکھوں لوگ آپ کی حیات مبارکہ میں ہی آپ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے اور شوقِ زیارت میں قادیان حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انہی انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ثُمَّ بَعْدَ ذَالِكَ أَيَّدَ اللّٰهُ هٰذَا الْعَبْدَ كَمَا كَانَ وَعْدُهٗ بِأَنْوَاعِ الْآلَاءِ وَ أَلْوَانِ النَّعْمَآءِ۔ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَوْجٌ بَعْدَ فَوْجٍ مِنَ الطُّلَبَاءِ، بِأَمْوَالٍ وَ تَحَايِفَ وَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْأَشْيَاءِ، حَتّٰى ضَاقَ عَلَيْهِمُ الْمَكَانُ وَ كَادَ أَنْ يَّسْأَمَ مِنْ كَثْرَةِ اللِّقَاءِ۔ هُنَالِكَ تَمَّ مَا قَالَ اللّٰهُ صِدْقًا وَ حَقًّا۔‘‘

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ۔ الاستفتاء، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 625)

ترجمہ: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے اِس بندے کی انواع و اقسام کی رحمتوں اور قسم قسم کی نعمتوں سے مدد کی۔ پس متلاشیان حق فوج درفوج اپنے اموال وتحائف اور جو کچھ انھیں میسر تھا، کے ساتھ اس (مسیح موعود) کی طرف آئے یہاں تک کہ جگہ ان کے لیے تنگ پڑگئی اور قریب تھا کہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا قول حق اور سچ کے ساتھ پورا ہوا۔

گوکہ بیعت کرنے والوں نے اپنے آپ کو حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاتھ پر بیچ دیا تھا اور اپنے نفوس و اموال کے ساتھ اس پاک سلسلہ کی معاونت میں لگ گئے تھے لیکن پھر بھی جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے تو خالی ہاتھ آنا پسند نہ کرتے، بعض تو محبت میں یہ کوشش کرتے کہ کوئی منفرد چیز حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کی جائے۔ ذیل میں بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پُرخلوص نذرانوں کا تذکرہ درج کیا جاتا ہے:

اپنی عمر کے سال حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ڈالنے کی دعا کرنا

حضرت میر مردان علی صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت: ستمبر 1891ء) حیدرآباد دکن میں احمدیت قبول کرنے والے سب سے پہلے بزرگ تھے، آپ نے اپنی بیعت کے خط میں ہی اپنی عمر کے پانچ سال حضرت اقدس علیہ السلام کی نذر کرنے کی آرزو کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف ’’ازالہ اوہام‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اس جگہ اخویم مولوی مردان علی صاحب صدر محاسب دفتر سرکار نظام حیدرآباد دکن بھی ذکر کے لائق ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے درخواست کی ہے کہ میرا نام سلسلہ بیعت کنندوں میں داخل کیا جاوے چنانچہ داخل کیا گیا۔ اُن کی تحریرات سے نہایت محبت واخلاص پایا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے سچے دل سے پانچ برس اپنی عمر میں سے آپ کے نام لگا دیے ہیں۔ خدا تعالیٰ میری عمر میں سے کاٹ کر آپ کی عمر میں شامل کردے۔ سو خدا تعالیٰ اس ایثار کی جزا ان کو یہ بخشے کہ اُن کی عمر دراز کرے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 624)

آپ کی اہلیہ بھی نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں، حضرت مولوی مردان علی صاحبؓ نے ایک مرتبہ ایک نیاز نامہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھیجتے ہوئے لکھا:

’’میرے مکان میں مجھ سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ مَیں اُن کا مہر جو پانسو روپیہ ہے اس کو اس طرح ادا کروں کہ اُس کی رقم حضور کی خدمت عالی میں پیش کروں۔ مَیں اُن کی اس درخواست سے نہایت درجہ خوش ہوا اور وعدہ کیا ہے کہ مَیں بسر وچشم اُسی طرح اُن کا مہر انشاء اللہ تعالیٰ ادا کردوں گا۔‘‘

(الحکم 21 جنوری 1903ء صفحہ 4)

ایک اور صحابی حضرت میاں محمد دین احمدی صاحبؓ کباب فروش لاہور (موصی نمبر 76۔ وفات 1915ء بعمر 40 سال) نے بھی ایک عریضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور لکھا:

’’حضرت مَیں نے چند روز سے محض رضائے الٰہی کے لیے جناب باری تعالیٰ میں یہ دعا شروع کی ہے کہ میری عمر میں سے دس سال حضرت اقدس مسیح موعود کو دی جاوے کیونکہ اسلام کی اشاعت کے واسطے میری زندگی ایسی مفید نہیں۔ کیا ایسی دعا مانگنا جائز ہے؟

حضرت اقدسؑ نے جواب میں تحریر فرمایا:

’’ایسی دعا میں مضائقہ نہیں بلکہ ثواب کا موجب ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 229)

عمامہ بھجوانا

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ (وفات 3 جنوری 1935ء) ابتدائی مخلصین میں سے تھے، آپ نے ایک مرتبہ ایک عمامہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ارسال کیا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے لکھا:

’’عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہونچا، حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ خوبصورت ہے جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر پنجم صفحہ 85)

چیتے اور چیتل کی کھال بھجوانا

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ (بیعت 1895ء۔ وفات 5 جنوری 1961ء) کبار صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں چیتے کی کھال اور چیتل (بارہ سنگھے کی ایک قسم، رنگ بھورا یا زرد اور جسم پر سفید چھوٹے چھوٹے گل یا نشان ہوتے ہیں) کی کھال پیش کی۔ آپ بیان کرتے ہیں:

’’ایک زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ روحی نے مجھ غلام کو اپنے ایک عزیز مکرم مرزا محمد احسن بیگ صاحب رئیس کی درخواست پر ان کے زمینداری کاروبار کی خدمات کے لئے راجپوتانہ جانے کا حکم دیا جہاں کثرت جنگلات کے باعث وحوش اور درندوں کی بہتات تھی۔ اس زمانہ میں درندوں اور وحوش سے پالا پڑتا رہتا تھا جس میں پانچ سات چیتے اور ایک شیر نر کے شکار کے علاوہ بے شمار چیتل، سانبر، نیل گائے اور ہرن وغیرہ کا شکار کیا۔ اور یہ دو کھالیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کو ساتھ لایا تھا۔ پہلے چیتل کی کھال پیش کی اور جب اس کو شرف قبولیت مل گیا تو چیتے کی کھال بھی پیش کردی۔‘‘

حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

’’السلام علیکم۔ کھال پہونچ گئی۔ جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ دعا کروں گا۔‘‘

(اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 140,141۔ دوسرا ایڈیشن 1992۔ کھنہ پرنٹرز جالندھر)

افریقہ سے شترمرغ کے انڈے لے کر آنا

حضرت ڈاکٹر عمر الدین صاحب افریقی رضی اللہ عنہ (بیعت 1905ء۔ وفات 24 جولائی 1950ء) اصل میں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے لیکن ملازمت کے سلسلے میں مشرقی افریقہ کے ملک کینیا میں مقیم ہوگئے تھے، وہیں سے بیعت کا خط لکھا، 1907ء میں ہندوستان آنے کا جب ارادہ کیا تو اس کے متعلق آپ بیان کرتے ہیں:

’’خدا خدا کرکے میری رخصت کا وقت قریب پہنچا۔ خدا نے میرے پیارے مسیح کے نذرانہ کی تحریک میرے دل میں ڈالی۔ میں نے چار شترمرغ کے انڈے لے جانے کے لیے دل میں فیصلہ کیا۔ مجھے ان کے حاصل کرنے کے اور پرمٹ لینے کے لیے جرمن پورٹ سے کوشش کرنی پڑی کیونکہ ایسٹ افریقہ سے اجازت نہ دی جاتی تھی۔

.... 1907ء کے جلسہ سالانہ پر .... اس عاجز نے شترمرغ کے چار انڈے بطور نذرانہ پیش کیے، حضور نے ازراہ کرم منظور فرمائے...‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 182-179)

قلم کے نِب اور جیبی گھڑی پیش کرنا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت 31 جنوری 1891ء۔ وفات 13 جنوری 1957ء) نہایت ہی جاں نثار اور فدائی وجود تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے بہت قریب رہ کر بہت سی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ نے پین کے نِب اور جیبی گھڑی پیش کی۔ آپ بیان کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ جبکہ عید کا موقع تھا، مَیں نے حضورؑ کی خدمت میں بطور تحفہ دو ٹیڑھی نبیں پیش کیں، اس وقت تو حضرت صاحبؑ نے خاموشی کے ساتھ رکھ لیں لیکن جب مَیں لاہور واپس آگیا تو دو تین دن کے بعد حضرتؑ کا خط آیا کہ آپ کی وہ نبیں بہت اچھی ہیں اور اب مَیں اُن ہی سے لکھا کروں گا، آپ ایک ڈبیہ ویسے نبوں کی بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے ایک ڈبیہ بھجوا دی اور اس کے بعد اِس قسم کی نبیں حضورؑ کی خدمت میں پیش کرتا رہا۔ لیکن جیسا کہ ولایتی چیزوں کا قاعدہ ہوتا ہے کچھ عرصہ کے بعد مال میں کچھ نقص پیدا ہوگیا اور حضرت صاحب نے مجھ سے ذکر فرمایا کہ اب یہ نِب اچھا نہیں لکھتا۔ جس پر مجھے آئندہ کے لیے اس ثواب سے محروم ہو جانے کا فکر دامنگیر ہوا اور مَیں نے کارخانے کے مالک کو ولایت میں خط لکھا کہ مَیں اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں تمہارے کارخانہ کی نبیں پیش کیا کرتا تھا لیکن اب تمہارا مال خراب آنے لگا ہے اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ حضرت صاحب اس نِب کے استعمال کو چھوڑ دیں گے اور اس طرح تمہاری وجہ سے مَیں اس ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔ اور اس خط میں مَیں نے یہ بھی لکھا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کون ہیں؟ اور پھر میں نے حضور کے دعوے وغیرہ کا ذکر کرکے اس کو اچھی طرح تبلیغ بھی کردی۔ کچھ عرصے کے بعد اس کا جواب آیا جس میں اُس نے معذرت کی اور ٹیڑھی نبوں کی ایک اعلیٰ قسم کی ڈبیہ مفت ارسال کی، جو مَیں نے حضرت کے حضور پیش کردیں....‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 322 از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

بقیہ صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

تین عظیم الشان موعود

تحریر: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب (مرحوم)

قسط نمبر 4۔ آخری

3۔ اس مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اُس کے زمانہ میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور اور غلبہ ہوگا۔

دجّال اور خرِ دجّال کی حقیقت

بعض مسلمان جس طرح مہدی اور مسیح کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ اسی طرح دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کو سمجھنے میں بھی غلطی خوردہ ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اس سے متعلقہ پیشگوئیوں کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں اور پیشگوئیوں کے اس اصول کو بھول جاتے ہیں کہ تعبیر اور تمثیل، استعارہ اور مجاز پیشگوئیوں کا خاصہ ہے اور اس زبان کے اختیار کرنے کی ایک حکمت یہ ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں پیشگوئی کی جاتی ہے اُس زمانہ کے لوگ پیشگوئی میں مضمر اصل حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔ نیز ان پیشگوئیوں کا تعلق غیب سے ہوتا ہے اور اصل ثواب ایمان بالغیب میں ہے اور جب وہ ظاہر ہوتی ہیں اور ان کی اصلیت سامنے آتی ہے تو صادق الایمان فوراً کہہ اُٹھتے ہیں هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا (الاحزاب:23)

بہر حال عام مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ دجّال کوئی مافوق الفطرت عجیب وغریب انسانی وجود ہے جو بڑی تباہ کن، خفیہ، باطنی طاقتوں کا حامل ہوگا اور وہ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جس کی طاقتیں بھی اُسی کی طرح غیر معمولی ہوں گی۔ یہی حال یاجوج ماجوج نامی طاقتوں کا ہوگا۔ یہ سب طاقتیں مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تل جائیں گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ امام مہدی اور مسیح کو بھیجے گا جو پھونکوں سے ان طاقتوں کو تباہ کر دیں گے۔ مسیح مزید یہ کام کریں گے کہ وہ صلیبوں کو توڑنے کے لئے شہر شہر، قریہ قریہ پھریں گے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے جنگلوں میں نکل جائیں گے اور یہ دونوں بزرگ وجود بیٹھے بٹھائے مسلمانوں کو دنیا بھر کی حکومتوں اور دولتوں کا مالک بنا دیں گے۔

یہ تصور عجوبہ پسندی اور اُمانی سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل حقیقت کیا ہے؟ اس کے لئے بڑے وسیع غور وفکر اور مطالعہ کی ضرورت ہے۔ اِس مضمون میں چند حقائق ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔

لغت کی قریباً تمام کتب میں دجال کے معنے بیان کئے گئے ہیں:

”اَلدَّجَّالُ طَائِفَةٌ عَظِيْمَةٌ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ“

(تاج العروس زیر لفظ ”دَجل“)

یعنی دجّال ایسے بڑے تاجروں کے گروہوں (تجارتی کمپنیوں) کا نام ہے جو مالِ تجارت کو اِدھر اُدھر لے جانے کے لئے نقل وحمل کے عظیم وسائل رکھتے ہیں۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں دجّال کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے اس بات کو بھی نمایاں طور پر واضح کیا گیا ہے کہ مکر وفریب جھوٹ اور کھوٹ ان تجارتی طاقتوں کی سرشت میں داخل ہوگا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 486 مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ مصر)

اس لغوی تحقیق کے بعد اب اُن روایات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو دجّال کے خروج اور اس کے ہولناک فتنہ کے بارہ میں کتب حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔

قریباً تمام قابل ذکر مستند مجموعہ ہائے احادیث اور دوسری کتب دینیہ میں دجال کے آنے کا ذکر موجود ہے۔ ان میں سے ایک صحیح بخاری ہے جس میں یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہر زمانہ کے نبی نے اپنی اُمّت کو دجّال کے فتنہ سے ڈرایا ہے اور آپ اپنے صحابہؓ کو اس فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دعا یاد کرنے اور باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے رہنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ“

(مسیح کے ایک معنے ملک ملک بہت گھومنے پھرنے اور اپنا اثر ورسوخ بڑھانے والے کے ہیں اسی بناء پر عیسیٰ اور دجال دونوں کو ”اَلْمَسِيْح“ کہا گیا ہے۔ گویا عیسیٰ نیکی پھیلانے اور ہدایت کی شمع روشن کرنے کے لئے سفر میں رہے گا اور اس کے بالمقابل دجّال فحاشی اور بے دینی پھیلانے اور استحصالی اغراض پوری کرنے کے لئے گھومے گا۔ پس عیسیٰ مَسِيْحُ الْخَيْرِ ہے اور دَجَّال مَسِيْحُ الشَّرِّ)

کہ اے اللہ میں ”اَلْمَسِيْحُ الدَّجَال“ کے فتنہ سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجّال کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث بڑی معنی خیز ہے۔ اس روایت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک مشہور صحابی تمیم الداریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ایک واقعہ سنایا (غالباً یہ واقعہ ایک خواب یا کشف کی صورت میں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب) جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (باعلام الٰہی) تصدیق فرمائی اور دوسرے صحابہ کے سامنے بھی اسے بیان کیا۔ اس واقعہ میں حضرت تمیم الداریؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ مغربی سمندر کے سفر پر گئے۔ سمندر کی موجیں ان کی کشتی کو ایک جزیرہ کے قریب لے گئیں۔ وہ چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرہ میں جا اترے۔ اس جزیرہ میں انہوں نے ایک عجیب وغریب خوفناک شکل والی عورت کو دیکھا بالوں کی وجہ سے جس کے نہ منہ کا پتہ چلتا تھا نہ پیٹھ کا۔ اس عورت نے اپنا نام جسّاسہ بتایا۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الجَسَّاسَہ) اس عورت سے تمیم داری اور ان کے ساتھیوں کی بعض باتیں ہوئیں۔

آخر اُس عورت نے مزید کچھ بتانے سے معذوری کا اظہار کیا اور کہا کہ جزیرہ کے درمیان میں ایک گرجا ہے وہاں جاؤ وہاں تمہیں ایک آدمی ملے گا جو مزید باتیں تمہیں بتائے گا۔ چنانچہ وہ لوگ گرجا میں گئے جہاں انہوں نے ایک اور خوفناک شخصیت کو دیکھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اُس عجیب وغریب شخصیت نے انہیں جو باتیں بتائیں اُن میں یہ بات بھی تھی کہ وہ ”دجال“ ہے اور اُسے عنقریب اس جزیرہ سے نکلنے کی اجازت ملنے والی ہے اور وہ یہاں سے نکلنے کے بعد ”مکہ اور مدینہ“ کے سوا باقی ساری دنیا پر مسلّط ہو جائے گا۔ (غالباً یہ مغربی طاقتوں کے زبردست نظام جاسوسی کی طرف اشارہ ہے جس میں عورتوں کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔) صحیح مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ دجال کا تعلق بعض مغربی سمندری جزائر کے گرجوں سے ہے جہاں وہ قید ہے (غالباً یہ قسطنطنیہ کی اسلامی حکومت کی طرف اشارہ ہے جس نے ایک مدت تک عیسائی طاقتوں کے پھیلاؤ کو روک کے رکھا۔) اور ایک وقت میں آ کر اُسے اس قید سے نکلنے کا موقع ملے گا۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ دجالی فتنہ کا آغاز یورپ کے بعض جزائر سے ہوگا جو عیسائیت کا گڑھ ہوں گے کیونکہ اب جبکہ طبقات الارض کے ماہرین نے بحر و بر کا چپہ چپہ چھان مارا ہے اور سمندر کے سب جزائر کا علم دنیا کو ہو چکا ہے تو آخر وہ جزیرہ کون سا اور کہاں واقعہ ہے جس کے گرجا میں حضرت تمیم داریؓ نے دجال کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھا اور بعض مسلمانوں کے خیال کے مطابق وہاں وہ بیہتنا ک انسان اب بھی پابند سلاسل ہے۔

مذکورہ بالا وضاحت کے درست ہونے کی ایک اور دلیل وہ حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دجال کے فتنہ سے بچنا چاہتا ہے وہ سورۃ کہف کے ابتدائی اور آخری رکوع کی بکثرت تلاوت کیا کرے۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدَّجَّال. بذل المجھود فی حَلّ ابی داؤد باب خروج الدَّجَّال۔)

اب جب ہم ان دونوں رکوعوں کے مضمون پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں عیسائیوں کے عقائد، اُن کے نظریات اور ان کی مادی ترقی پر بحث کی گئی ہے اور ایسے مضامین کو نمایاں کیا گیا ہے جن کا یورپین طاقتوں کے کردار سے گہرا تعلق ہے۔

پھر ایسی متعدد روایات بھی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ مسیح موعودؑ ظاہر ہوں گے ”روم“ (یعنی عیسائی طاقتوں) کا غلبہ ہوگا۔ اسی وجہ سے مسیح موعودؑ کا ایک کام یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسر صلیب کا فریضہ سرانجام دے گا۔ یعنی عیسائیت کی تردید میں ناقابل تردید دلائل پیش کرے گا۔

....

اب ہم دجّال کے گدھے کی حقیقت کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ دجّال کا گدھا بھی حیوانی جامہ میں مافوق الفطرت خوفناک طاقتوں کا حامل ہوگا حالانکہ اس ”گدھے“ کی جو علامات اور صفات بیان کی گئی ہیں وہ اس خیال کی تردید کرتی ہیں اور نہ وہ کسی حیوان میں پائی جاسکتی ہیں۔ ان صفات اور علامات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایسے تیز رفتار ذرائع سفر اور مواصلاتی وسائل کی ایجاد کی طرف اشارہ ہے جن کی مثال زمانہ ماضی میں نہیں مل سکتی۔

(ان ایجادات کو گدھے سے تعبیر کرنے کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ ایجادات حیرت انگیز کارنامے تو سرانجام دیں گی لیکن عقل وخرد سے عاری ہوں گی۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا)

چنانچہ ریل گاڑیاں، کاریں، بسیں، بحری جہاز، ہوائی جہاز، مختلف قسم کے راکٹ، مصنوعی سیارے، فضائی شٹلز اس زمانہ کی مُحَيِّرُ الْعُقُوْل ایجادات ہیں جن سے انسان حیرت زدہ ہے اور بے اختیار پکار اٹھا ہے۔ ع

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

رہا یہ سوال کہ ان ایجادات کو ”گدھے“ سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ گزشتہ سامی ادیان میں گدھے کو ”اقتصادی سمبل“ کے طور پر پیش کیا گیا ہے جیسے بعض آرائی دینوں میں بیل اور گائے کو اقتصادی خوشحالی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ (زکریاہ باب 9 آیت 9)

دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سواریاں گدھے کی مانند عقل وفہم سے عاری ہوں گی (كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا) اور اپنے چلانے والوں کے حکم اور ارادہ کے تابع چلیں گی اور بعض کی آوازیں بھی گدھے کی آواز کی مانند ہوں گی۔

اب ہم اُن صفات کی کچھ مزید وضاحت پیش کرتے ہیں جو ”دجال کے گدھے“ کی مختلف روایات میں بیان کی گئی ہیں جن سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ کوئی مافوق الفطرت حیوانی گدھا نہیں بلکہ مشینی اور صنعتی دَور کے آغاز کی ایک تعبیر ہے۔ مثلاً

1۔ اس گدھے کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی خوراک آگ اور پانی پر مشتمل ہوگی اور وہ بھاپ کی طاقت سے چلے گا۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الفتن جلد 2 صفحہ 221)

2۔ اس گدھے کی دوسری علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ دھوئیں کے بادل چھوڑے گا۔

(کنز العمال جلد 7 صفحہ 266)

3۔ اس گدھے کی تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس کے ایک قدم اور دوسرے قدم کے درمیان کا فاصلہ بھی ایک دن رات، کبھی تین دن رات کا ہوگا۔ بلکہ بعض اوقات وہ اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے سورج کو بھی پیچھے چھوڑ جائے گا۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 200، 201 حدیث نمبر 2110۔ کنز العمال جلد 7 صفحہ 266، 267۔ بحار الانوار باب علامات ظہورہ علیہ السلام جلد 52 صفحہ 194 دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان طبع ثالث 1983ء)

4۔ اس دجّالی گدھے کی چوتھی علامت یہ ہے کہ اُس میں کھڑکیاں اور دروازے ہوں گے اور اُس کے اندر روشن دیئے جل رہے ہوں گے۔

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 193)

5۔ اس گدھے کی پانچویں علامت یہ ہے کہ اُس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ ہوگا۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ الفصل الثالث صفحہ 477۔ کنز العمال جلد 7 صفحہ 201) (یہ غالباً اُس سمعی رابطہ کی طرف اشارہ ہے جو ڈرائیور اور کنٹرولر کے درمیان قائم ہوتا ہے)

6۔ اس دجّالی گدھے کی چھٹی علامت یہ ہے کہ وہ خشکی اور تری دونوں پر بڑی تیز رفتاری سے چلے گا۔ (تنویر القلوب صفحہ 68 مؤلفہ الشیخ محمد امین الکردی طبع سادس مطبعۃ السعادۃ مصر 1348ھ۔ نزھۃ المجالس جلد 1 صفحہ 109 مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر 1306ھ) (یہ زمینی اور بحری دونوں ذرائع مواصلات کی طرف اشارہ ہے)

7۔ اس گدھے کی ساتویں علامت یہ ہے کہ وہ چیخ مار کر لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا۔ (بحار الانوار باب

علامات ظہورہ علیہ السلام جلد 52 صفحہ 194 نیز کنز العمال جلد ۷ صفحہ 267) (یہ روانگی کے ہارن یا سائرن کی طرف اشارہ ہے)

8۔ اس عجیب وغریب گدھے کی آٹھویں علامت یہ ہے کہ اُس کے درمیان سواریاں بیٹھیں گی۔

(کتابُ تنویرُالقلوب صفحہ 68 مؤلفہ محمد امین الکردی الطبعة السادسه مطبوعه مطبعة السعادة مصر 1348ھ۔ سورۃ العادیات میں بھی ایسی سواریوں کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب)

گدھے کی ان صفات پر جو مختصراً بیان کی گئی ہیں غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں کسی حیوانی گدھے کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ تمثیل کے رنگ میں اُس دجالی دور کی ایجادات اور طرح طرح کی نئی مشینی سواریوں کو بیان کیا جارہا ہے۔ کوئی سمجھدار اور عقلمند انسان یہ خیال بھی نہیں کرسکتا کہ یہ کسی حیوانی گدھے کی صفات اور خصوصیات ہوسکتی ہیں۔

یہ اعتراض کہ اس زمانہ کی مختلف ایجادات اور خاص طور پر سواریوں کو اگر دجال کی صنعت گری اور اس کا گدھا سمجھا جائے تو پھر مسلمان اور دوسری دنیا والے ان سے فائدہ کیوں اُٹھاتے ہیں۔ کیا دجال کے گدھے پر سوار ہونا کوئی اچھی بات ہے اور کیا دنیا کی بھلائی ان سے وابستہ ہوسکتی ہے۔ انہیں تو دین ودنیا کی تباہی قرار دیا جانا چاہئے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں خیر وشر کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ کوئی چیز بھی اپنی ذات میں بری نہیں ہوتی بلکہ مقصد اور استعمال کے لحاظ سے اُس میں بھلائی یا برائی کا وصف پیدا ہوتا ہے۔ کسی چیز کو اچھے کام کے لئے استعمال کریں تو وہ چیز اچھی شمار ہوگی اور اگر بُرے کام کے لئے استعمال کریں تو ساری دنیا اُسے بُرا کہے گی۔

پس چونکہ دجّالی قوتوں نے اپنی ان صنعتوں اور ایجادوں کو استحصال اور تسلُّط اور تغلّب اور فحاشی اور بے دینی پھیلانے کے لئے استعمال کرنا تھا اس لئے الہامی کتب میں ان کا ذکر شناعت اور برائی کے رنگ میں ہوا ہے۔ ورنہ اپنی ذات میں یہ صنعتی اور علمی ترقی انسانیت کے فائدہ اور اس کی بہبود کے لئے بھی استعمال ہوسکتی ہے۔

....

یاجوج ماجوج کے معنی بھی ایسی طاقتوں کے ہیں جو آگ سے کام لینے میں ماہر ہوں خاص طور پر ان کا فلسفہ تشدّد اور تخریب پسندی کے نظریات پر مبنی ہو۔ پس یہ نام ان قوموں کو دیا گیا ہے جو اپنے نظریات کے فروغ کے لئے تشدّد کے فلسفہ پر یقین رکھتی ہیں جیسا کہ اشتراکی طاقتوں کا اندازِ فکر ہے۔

بعض روایات اور سابقہ الہامی صحیفوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا خروج دو دفعہ ہوگا۔ پہلی دفعہ مختصر عرصہ کے لئے اور دوسری دفعہ بڑے لمبا عرصہ کے لئے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا ہے۔

حسب پیشگوئی (مکاشفہ یوحنا باب 26 آیت 1 تا 13۔ اعلام النبوة صفحہ 35 مصنفه علی بن محمد الماوردی مطبوعه مصر۔) 480ھ بمطابق 1097ء میں پہلی دفعہ دجال کا ظہور صلیبی جنگوں کی شکل میں ہوا جن میں مغربی عیسائی حکومتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ جنگیں قریباً دوسو سال تک کسی نہ کسی صورت میں مسلمانوں کے لئے مصیبت بنی رہیں (قریباً قریباً اسی زمانہ میں مشرق کی طرف تاتاری فتنہ کا آغاز ہوا جو بالآخر بغداد کی تباہی اور عباسی خلافت کے خاتمہ پر منتج ہوا۔ تاہم ان علاقوں میں اسلام کی روحانی تلوار کے سامنے تاتاری مغلوب ہوگئے اور بعد میں ان علاقوں کے ترکوں کو اسلام کی تاریخ ساز خدمت کی توفیق ملی۔) اور آخر سلطان صلاح الدین ایّوبی کے دور میں بڑی حد تک ان جنگوں کا خاتمہ ہوا لیکن عیسائیت کی اس یلغار کی پسپائی کے بعد مغرب کی مسیحی اقوام نے مشرقِ وسطی اور دوسری مسلم دنیا پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اپنی پالیسیاں بدل دیں اور مسلمانوں سے براہ راست تصادم کی پالیسی ترک کر کے دوسرے اقتصادی صنعتی اور علمی حربے استعمال کرنے شروع کردیئے۔

چنانچہ حسب پیشگوئی 1486ء کے قریب ان اقوام کی طرف سے بحری مہموں کا آغاز ہوا جن کی وجہ سے مغربی استعماری طاقتیں آہستہ آہستہ افریقہ اور ہندوستان کے بحری راستے معلوم کر کے آگے بڑھنے لگیں اور پھر وہ تجارت کے بہانے اکثر افریقہ، قریباً سارے ایشیا اور سارے امریکہ میں پھیل گئیں۔ اسی تسلسل میں 1857ء کے بعد برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریزوں نے سارے مسلم ہند پر تسلط حاصل کرلیا۔

بہرحال بائبل اور قرآن کریم کے مطالعہ اور دوسرے تاریخی خزائن کی جانچ پڑتال سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ دجال سے مراد مغربی استعماری طاقتیں ہیں جن کا ایک الگ دینیاتی نظام ہے۔ وہ صنعت وحرفت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ اور یاجوج ماجوج سے مراد اشتراکی نظام کی حامل حکومتیں ہیں کیونکہ یہ تشدّد پسندانہ انقلابی تحریکات کی حامی بلکہ روح رواں ہیں۔ دوسرے اس انقلابی نظام نے جن اقوام میں فروغ پایا ہے قدیم نوشتوں میں انہیں یاجوج ماجوج کا نام دیا گیا ہے۔

(حزقی ایل باب 38 آیت 2)

....

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں دجّال اور یاجوج ماجوج کے ظہور کی یہ پیشگوئی کی وہاں مسلمانوں کو یہ خوشخبری بھی دی کہ ان نازک اور تباہ کن حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مُنجّی کو بھیجا جائے گا جس کا ایک لقب مہدی ہوگا اور دوسرا مسیح۔ جس کی رہنمائی اور روحانی جذب کی برکت سے مسلمان بالخصوص اور ساری دنیا بالعموم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرے گی اور دنیوی برکات کی نعمتوں سے بھی وہ مالامال ہوجائے گی۔ پس جبکہ اُس کے نزول کی ساری علامات پوری ہوچکی ہیں اور اس کی بعثت کا وقت آچکا ہے تو وہ جو اس مقام بعثت کا مدعی ہے اس کی سچائی کے دلائل پر کیوں غور نہ کیا جائے؟

یہ حالات ایسے تھے کہ ساری مذہبی دنیا ایک ہادی اور مُرسَل کے انتظار میں تھی اور مسلمان بھی اس انتظار میں شامل تھے اور مسلمانوں کے مذہبی رہنما انیسویں صدی کے آخر میں پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ مہدی اور مسیح کے آنے کا یہی زمانہ ہے لیکن آنے والا جب وقت پر آیا تو اکثر علماء منکر ہوگئے اور اُس عظیم موعود کو تسلیم کرنے میں پس وپیش سے کام لیا اور قرآنی وعید یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (یٰس: 31) کے مورد بن گئے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ان ساری علامات کے وقوع کے وقت مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے کسی اور نے نہیں کیا۔ اگر اس دعویٰ میں آپ سچے نہیں تو پھر اور کون ہے جس نے تقاضہء وقت کے عین مطابق اور ساری علامات کے پورا ہونے کے بعد اس منصب کا دعویٰ کیا ہو کیونکہ مہدی اور مسیح کے آنے کا وقت تو ہے۔ کسی کو تو آنا چاہئے جو اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو۔

....

4۔ ''مسیح موعود'' کی صداقت کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے دعویٰ کے بعد دنیا کو یہ چیلنج دیا کہ دعویٰ سے پہلے کی میری زندگی پر غور کیا جائے اگر اُس میں کوئی عیب نہیں کوئی قابل اعتراض بات نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں یکلخت بیٹھے بٹھائے ایک ایسے جھوٹ کا مرتکب بن جاؤں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں موجب غضب وقہر ہے۔

صداقت کا یہ وہ معیار ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے سامنے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پرکھنے کے لئے پیش فرمایا۔ (یونس: 17۔ اس آیت کا ایک حصہ یہ ہے۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ)

پس آپؑ کے غلام نے بھی آپؐ کی پیروی میں دنیا کے سامنے یہی دلیل پیش کی کہ کون ہے جو میری پہلی زندگی میں کوئی عیب یا کھوٹ ثابت کرسکے۔ آپ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

''تم کوئی عیب، افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میرے سوانح زندگی پر کوئی نکتہ چینی کرسکتا ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

آپ کے اس چیلنج کا کوئی مخالف سامنا نہ کرسکا اور کئی ایک نے اعتراف کیا کہ آپ واقعی پرہیزگار اور متقی انسان ہیں۔ بطور مثال آپ کے ہم وطن مشہور اہلحدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ کے بارہ میں شہادت دی کہ:

''مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے، مؤلف صاحب جو ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔...مؤلف براہین احمدیہ مخالف اور موافق کے تجربہ کی رو سے (وَ اللّٰہُ حَسِیۡبُہٗ) شریعت محمدیہ پر قائم، پرہیزگار، صداقت شعار ہیں''۔

(اشاعة السنہ جلد 7 صفحہ 6 تا 9)

اسی طرح اخبار زمیندار کے مدیر مولانا ظفر علی خان صاحب کے والد ماجد مولوی سراج الدین نے اپنے اخبار زمیندار میں لکھا۔

''مرزا غلام احمد صاحب 1860ء یا 1861ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اُس وقت آپ کی عمر 22 یا 24 سال ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد اُن کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو اور مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے''۔

(اخبار زمیندار جون 1908ء ۔ بدر 25/جون 1908ء صفحہ 13)

....

5۔ آپؑ کے سچا ہونے کی **پانچویں دلیل** یہ ہے کہ آپ نے دعویٰ کے بعد ہزارہا مخالفتوں کے باوجود 23 سال سے زیادہ عرصہ بڑی کامیاب اور بامراد زندگی بسر کی۔ آپ کی یہ شاندار کامیابی آپ کی صداقت کی بڑی زبردست دلیل ہے کیونکہ یہ معیار صداقت بھی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے بیان فرمایا ہے اور کہا ہے۔

''اگر یہ مدعی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعویٰ میں سچا نہ ہوتا اور مجھ پر افترا کرتے ہوئے میری طرف وہ باتیں منسوب کرتا جو مَیں نے نہیں کہی ہیں تو مَیں اس کی رگِ جان کاٹ دیتا''۔ (الحاقۃ: 45 تا 48۔ ان آیات کا ایک حصہ یہ ہے۔ وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ)

پس یہ دلیل صداقت آپ کے غلام نے بھی اپنی سچائی کے لئے پیش کی۔ یعنی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰء مأموریت کے بعد 23 سال تک کامیاب وکامران زندگی بسر کی۔ شاندار فتوحات حاصل کیں۔ دشمنوں کو زیر کیا اور کوئی مخالف آپ کا بال بیکا نہ کرسکا اسی طرح آپ کے غلام مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعویٰ کے بعد تیس سال سے زیادہ عرصہ تک عظیم کارناموں کی توفیق پائی اور اپنا کام مکمل کر کے 1908ء میں کامیاب وکامران اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

....

6۔ آپ کے اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کی **چھٹی دلیل** یہ ہے کہ یہ مسلّمہ اصول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی افادیت اُس کے شیریں ثمرات کے لحاظ سے مانی جاتی ہے سو اسی اصول کے مطابق جب ہم آپ کے کام کے نتائج کو دیکھتے ہیں اور آپ کے کارناموں کو پرکھتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دینی اور تنظیمی دائرہ میں ایسے **عظیم النتائج** شاندار کام کئے جن کی افادیت اور عظمت کو دوست ودشمن نے تسلیم کیا۔ مثلاً

الف۔ آپ کے بڑے کارناموں میں سے ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو قرآنی معارف و حقائق کی طرف متوجہ کیا اور تفسیر قرآن کا ایسا بلند معیار پیش فرمایا کہ جس کی مثال سابقہ تفاسیر میں نہیں ملتی۔ آپ کی کتب ''براہین احمدیہ''، ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور ''آئینہ کمالات اسلام'' وغیرہ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کردے گا۔

آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں ہوئی اس سلسلہ میں آپ نے وہ اصول بھی واضح فرمائے جن کی بنا پر یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ساری قرآنی آیات اپنے موقع ومحل کے مطابق ہیں اور کسی آیت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

تفسیر قرآن کے اصول بیان کرنے کے علاوہ آپ نے مخالفین اسلام کے سامنے دینِ اسلام کی صداقت کے لئے ایسے زبردست دلائل اور براہین پر مشتمل علم کلام پیش کیا کہ مخالف اُن دلائل کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے۔ نیز آپ نے اپنے منصب کے عین مطابق زبردست براہین کے ساتھ عیسائی عقائد کا بُطلان ثابت کیا اور ایک نئے انداز میں کسر صلیب کا فریضہ سرانجام دیا۔ مثلاً

عیسائیوں کا ایک بنیادی عقیدہ ''کفّارہ'' ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نسلِ آدم نے ورثہ میں گناہ پایا اور چونکہ وہ اس موروثی گناہ سے نجات نہیں پاسکتی اس لئے خدا نے ''محبتِ انسانیت'' کے ناطے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ صلیب پر اپنی جان دے کر اور لعنتی موت قبول کر کے دنیا والوں کے گناہ اپنے ذمہ لے لے۔

آپ نے بائبل، قرآن کریم، احادیث اور دوسرے تاریخی ذخائر سے اس بات کو ثابت کیا کہ قطع نظر اس کے کہ نسلِ آدم نے گناہ ورثہ میں پایا یا نہیں پایا۔ مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے یا نہیں وہ درحقیقت صلیب پر فوت ہی نہیں ہوا کہ اُس کے لعنتی موت مرنے یا نسل آدم کے گناہوں کو اپنے ذمہ لینے کا سوال پیدا ہو۔ اس لئے عیسائیوں کے عقیدہ کفّارہ کی بنیاد ہی غلط ہے۔

اسی طرح آپ نے تثلیث اور ابنیت کے عقیدہ کا بطلان بھی ثابت کیا۔ آپ کے پیش کردہ یہ دلائل اس قدر زبردست تھے کہ عیسائی علماء اور پادری ان دلائل کا سامنا

کرنے کی ہمت ہی نہ پاسکے اور گھبرا کر انہوں نے بطور پالیسی یہ وطیرہ اختیار کرلیا کہ اس بارہ میں احمدیوں سے کوئی بات ہی نہ کی جائے سچ ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

غرض اسلام کی صداقت ثابت کرنے اور مخالف اسلام طاقتوں کو پسپا کرنے کے لئے آپ نے جو زبردست علمی اور روحانی دلائل پیش فرمائے۔ موافق اور مخالف سب نے اُن کا اعتراف کیا۔

چنانچہ اخبار وکیل نے آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور جس کی آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اُسے امتدادِ زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کرلیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا کے کسی حصہ میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔......

ان کی (میرزا صاحب کی) یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔......غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔ (اخبار بدر مورخہ 18رجون 1908ء صفحہ 2،3)

ب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں میں سے دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے نظم وضبط، اتحاد و اتفاق اور اس کی برکات کے شعور کو عملی شکل دی اور نیک مقاصد اور دنیا کی دینی بہبود کے لئے ایک عظیم الشان منظم جماعت کی بنیاد رکھی (یوم تأسیس جماعت 23رمارچ 1889ء) جس کا نصب العین یہ ہے کہ اس جماعت کے افراد پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں پھر ساری دنیا کے لئے دعوت الی الخیر کا فریضہ سرانجام دیں۔ چنانچہ یہ عظیم الشان تنظیم جو جماعت احمدیہ کے نام سے مشہور ہے روزِ قیام سے ہی اپنے امامِ وقت کی رہنمائی میں مسلسل اس نصب العین کی طرف رواں دواں ہے

اس جماعت کی عظمتِ کردار کا یہ ثبوت کافی ہے کہ علّامہ اقبال نے بھی اس جماعت کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ قرار دیا۔ اور مشہور احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب نے لکھا:

''آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہوچکی تھی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہوسکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا ...اور اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے''۔

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں طبع دوم صفحہ 24)

مشہور ہندو اخبار تیج دہلی نے جماعت احمدیہ کے اثر و رسوخ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

''تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ ٹھوس اور مؤثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت جماعت احمدیہ ہے... بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقع پا کر ہمیں جھلس دے گی''۔

(''اخبار تیج'' 25رجولائی 1927ء)

مشہور پادری ڈاکٹر زویمر نے ایک مضمون لکھا جو چرچ مشنری ریویو آف لندن میں شائع ہوا اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔''

ج۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں میں سے تیسرا بڑا کارنامہ ''خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کا قیام ہے۔ اس خلافت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اگر تم سچا ایمان پیدا کرو گے اور نیک اعمال بجالاؤ گے تو تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی جائے گی (النور:56)۔ چنانچہ خلافت کی اسی اہمیت کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معًا بعد آپؐ کے صحابہؓ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ نظام خلافت قائم کر کے اُس کے لئے خلیفہ راشد منتخب کیا۔ اس انتخاب میں حسب وعدہ الٰہی بذریعہ وحی حقی تصرف اور روحانی رہنمائی کا دخل تھا۔

خلیفہ راشد کا اصل دین کی تبلیغ اور اس کا استحکام اور مسلمانوں کی روحانی، اخلاقی اور تمدنی رہنمائی ہے۔ حکومت اور سیاست تو ضمنی چیز ہے۔ یہ میسر آئے یا نہ آئے اس سے خلافت کے اصل فرائض پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قرآن کریم نے وعدۂ خلافت کے ضمن میں جو یہ فرمایا ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ سابقہ دینی جماعتوں میں جو تنظیمی صلاحیتیں ہیں ان کے انداز پر بھی غور کرو۔ مثلاً پاپائیت۔ جو ایک رنگ میں مسیحی دین کی خلافت ہے باوجود سینکڑوں خرابیوں کے اپنے اندر ایسی کوئی خوبی ضرور رکھتی ہے جس کی وجہ سے یہ دو ہزار سال سے قائم و دائم ہے۔ اس میں کیا راز ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں نظامِ خلافت پر بحث کرتے ہوئے اس راز کی اس طرح نشان دہی کی ہے۔

''پہلی قوموں میں یہودیوں کے علاوہ عیسائی قوم بھی ہے جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ نہیں آئی بلکہ اُن کے اندر خالص ''دینی خلافت'' تھی۔ پس كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے آپ کا الہام ہے ''کلیسیا کی طاقت کا نسخہ'' (تذکرہ صفحہ 527 مطبوعہ 2004ء) یعنی کلیسا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے کہ اس کو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کیا ہے الہام میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اُسی طرح یا اُس کے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو''۔ (تفسیر کبیر ''تفسیر سورۃ النور'' آیت 56)

د۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں میں سے چوتھا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ''عملی جہاد'' کا حقیقی معنوں میں احیاء کیا۔ عام مسلمان صرف لفظاً جہاد کے قائل تھے نہ کوئی عمل تھا اور نہ اس کے لئے کوئی تیاری بلکہ وہ تو دین کے لئے قربانی پیش کرنے اور جہاد کے لئے تیاری کرنے کی بجائے اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ جب مسیح اور مہدی آئیں گے تو وہ خود مسلمانوں کے مصائب کا مداوا اس رنگ میں کریں گے کہ محض روحانی طاقت اور منہ کی پھونکوں سے ان کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔ سب ملتوں کو مٹا دیں گے۔ وہ غیر مسلموں کے مذہبی نشان مثلاً عیسائیوں کی صلیب کو توڑ پھوڑ دیں گے اور پھر ساری دنیا کی دولتیں نام کے مسلمانوں کے قدموں میں لا ڈالیں گے اور اس طرح مسلمان دنیا بھر کی حکومتوں کے مالک بن جائیں گے۔ یہ تھی مسلمانوں کی خیالی دنیا اور اَمَانِی سے بھری سوچ جس کے غلط ہونے کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی اور بتایا کہ آنے والے مسیح اور مہدی میں خواہ کتنی ہی روحانی طاقتیں ہوں۔ وہ بہرحال اپنے آقا سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں۔ پس جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جاں گسل محنت اور جد و جہد کرنی پڑی، بے مثل جانی اور مالی قربانیاں پیش کرنی پڑیں، اور آپ کے صحابہؓ نے اس راہ میں جس طرح سرفروشی کے کارنامے دکھائے تاریخ عالم میں ان کی مثال نہیں ملتی کیونکر وہ محنت کے پسینہ میں نہا کر اور خون کے دریا میں سے گزر کر اپنے اعلیٰ مقاصد تک پہنچے اور اصلاح خلق کا فریضہ بجالائے تو پھر اور کون ہے جو صرف روحانی پھونکوں اور منہ کی باتوں سے دینی انقلاب لے آئے اور ہولناک طاقتوں کو ہاتھ کے اشارہ سے نیست و نابود کر دے۔

غرض آپ نے دنیا خاص طور پر مسلمانوں کو اصل حقیقت کی طرف توجہ دلائی اور ''عملی جہاد'' پر یقین رکھنے والی ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جو صحابہؓ کی مانند اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں پیش کرتی چلی جارہی ہے۔ آپ نے اس جماعت کے اندر اپنی روحانی قوت اور خداداد جذب کے ذریعہ یہ یقین اور جذبہ پیدا کیا کہ محنت اور قربانی۔ اتحاد اور اتفاق۔ وسائل کے اندر رہتے ہوئے عقلمندی اور صبر و استقلال کے ساتھ آگے بڑھنے کی صلاحیت پیدا کئے بغیر اللہ تعالیٰ کے ''خاص فضل'' حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل قانون ہے کہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:40)۔

آپ نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ دنیا میں سر برآوردہ ہونے کے لئے جن اخلاق اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے انہیں اختیار کیا جائے۔ بات کرنے کا سلیقہ اور دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ دین کی اشاعت اور پاک تربیت کے لئے صلاحتیں صرف کرنے کے لئے جس توازن کی ضرورت ہے اُسے اپنا کر ہی یہ مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

کامیاب تربیت کے لئے یہ امتیاز ضروری ہے کہ کونسے مرحلہ میں طاقت کا استعمال ہونا چاہئے اور کونسے مسائل کی ترویج کے لئے وعظ ونصیحت اور حکمت و موعظت سے کام لینا چاہئے اور کونسے کام کا کونسا وقت ہے۔ یہ ساری خوبیاں ایک ترقی پذیر روحانی جماعت کے اندر دینی معاشرہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

(اس روحانی و دینی اور تربیتی پروگرام کی تفصیل جاننے کے لئے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ ضروری ہے)

پس اگر دنیائے اسلام جہاد کی عملی اہمیت کو سمجھ لے، اتحاد اور اتفاق کی نعمت کو پالے، صبر اور جذبات کی قربانی پیش کرنے کا ملکہ اپنے اندر پیدا کرلے اور قوتِ ایجاد کے فقدان کا تدارک کر سکے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائل حقہ سے لیس ہو کر بحیثیت اجتماعی فریضۂ تبلیغ کی طرف متوجہ ہو تو لادینی طاقتیں اس کے سامنے بالکل ہیچ ہوجائیں اور وہ اپنی علمی کمزوری اور روحانی درماندگی کو پہچان کر بڑی تیزی کے ساتھ گروہ در گروہ ''حق'' کی طرف دوڑنا شروع کر دیں۔

اس وقت علمی تبلیغ کے زیادہ مؤثر نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ دنیائے اسلام خود اُن خوبیوں سے عاری ہے جن کی طرف اسلام بلاتا ہے۔ اس وقت نمونے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ امن و سلامتی کا نمونہ۔ اخلاقی برتری کا نمونہ۔ صبر و رضا کا نمونہ۔ قناعت و کفایت کا نمونہ۔ دیانت و امانت کا نمونہ۔ محنت وسعی کا نمونہ۔ حوصلہ اور استقلال کا نمونہ۔ مصائب میں بھی دوسروں کے کام آنے کا نمونہ۔ یہ نمونے بڑی زبردست طاقت ہیں اور یہ طاقت حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ اپنے خلیفہ راشد کی قیادت میں آہستہ آہستہ آگے بھی بڑھ رہی ہے اور اپنے مولا کریم کے حضور دست بہ دعا بھی ہے۔

(قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ (الرعد:46)

حضرت مسیح آخر الزمان ومہدیٔ دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔...اگر اب وہ مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان؟ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ ''مسیح موعود'' سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰس:31)۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ''مسیح موعود'' کا

بقیہ صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی

از صفحہ 20

لئے سامنے نہیں آئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 172)

بہرحال اس وقت جب آپ اسلام کے دفاع کے سلسلے میں دن رات ایک کئے ہوئے تھے نہ آپ کے علم میں تھا اور نہ ہی کسی اور کو خیال تھا کہ وہ رَجُلِ فارس جس نے ایمان کو ثریّا سے واپس لانا ہے وہ یہی جری اللہ ہے جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ تو آپ کی تربیت ہی ایسے طریق پر کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو تھا کہ وہ جری اللہ یہی ہے جس کو مَیں نے مسیح موعود اور مہدی معہود بنانا ہے۔ اس کو تو علم تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق جس کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اپنے محبوب کے بارے میں چھوٹی سی بھی کوئی بات جو آپ کے مقام کے مطابق نہ ہو اس کو سن سکے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ یہی وہ شخص ہے جو اسلام پر ہلکا سا بھی اعتراض سن لے تو اس کا دن کا سکون اور چین ختم ہو جاتا ہے اور اس کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ یہی میرا پیارا ہے جس کے دل میں میری اور میرے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس آخری شریعت کی محبت اور غیرت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اور یہی اب اسلام کی خوبیوں اور اس کے محاسن کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلائے گا اور اس کام کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو تیار کر رہا تھا۔ بچپن سے ہی آپ کو بچوں والے کھیل کود کے مشاغل سے کوئی زیادہ تعلق نہیں تھا۔ کوئی ایسی دلچسپی نہیں تھی۔ پھر جوانی میں تو جیسا کہ مَیں نے کہا صرف نمازیں اور قرآن اور عبادات اور قرآن کریم پر غور فکر اور تدبّر ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ گویا خدا، قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپ کو کسی چیز سے کوئی غرض نہیں تھی۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ خدا کے سچے دین اور اس کے سچے اور آخری نبی کی عظمت دنیا میں قائم ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک رؤیا میں دکھایا کہ اب یہ عظمت دوبارہ تمہارے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ مَیں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں؟ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ مَیں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا اور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضور بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ کی پُرشفقت اور پُرمحبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپ کے حسین وجمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے؟ تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اسے اس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانے میں تھی اور جس کا نام قطبی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضور نے اسے لیا تو حضور کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا جو دیکھنے والوں کے لئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور نے اسے چیرا جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفّٰی شہد نکلا اور اس طرح بہا کہ مَیں نے شہد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ پر انگلیوں سے کہنیوں تک دیکھی۔ اور شہد حضور کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس لئے وہ مجھے دکھا رہے ہیں تا کہ مجھے تعجب میں ڈالیں۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ سے مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زندگی عطا کریں۔ مَیں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا مگر اس میں کچھ کمزوری تھی۔ گویا وہ بھوکا تھا تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضور نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دیئے۔ ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا اور فرمایا اے احمد اس مردہ کو ایک ٹکڑہ دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے۔ میں نے دیا تو اس نے حریصوں کی طرح اس جگہ ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتی کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور مَیں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعائیں پڑ رہی ہیں۔ مَیں آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر مَیں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی مَیں کافی رو رہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا اور تمہیں کیا پتا شاید یہ وقت قریب ہو اس لئے تم اس کے منتظر رہو اور اس رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے پاک کلام سے، اپنے انوار سے اور اپنے باغ قدس کے پھلوں کے ذریعہ سے میری تربیت فرمائی تھی۔''

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی جلد 5 صفحہ 549-548)

تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کو، سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کی تڑپ رکھنے والے کو یہ خوشخبری دی کہ اے میرے پیارے! اب یہ کام تمہارے سپرد ہی ہے کہ اسلام کی اس کشتی کو بحفاظت کنارے پہنچاؤ اور تمام دنیا کو اس کے سائے تلے لے آؤ۔ اب دنیا کی نجات اسی میں ہے اور اب جو کوئی بھی تمہارے مقابل کھڑا ہو گا وہ تمہارے سے نہیں بلکہ میرے سے لڑ رہا ہو گا اور جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا، جو تیری تائید کرے گا، جو تیری جماعت میں داخل ہو گا وہ میرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اور یہی لوگ ہوں گے جو میرا قرب پانے والے ہوں گے۔

1888ء میں آپ نے ایک الہام کا ذکر فرمایا ہے کہ:

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں اُن کا غمخوار رہوں گا اور اُن کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے''۔ (یہ شرط ہے کہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار رہوں۔) ''یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' (سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470) کہ جب تُو عزم کر لے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت نظام جماعت کی کشتی تیار کر جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ دراصل خدا کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہو گا۔

پھر 1888ء میں ہی فرمایا:

''اُس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفانِ ضلالت برپا ہے۔ تُو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا''۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 25-24)

پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اب اگر کہیں سچائی مل سکتی ہے، آج اگر خدا تعالیٰ سے خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے صحیح راستے کی تمہیں تلاش ہے، اگر تم خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہو، اگر تم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنے آپ کو پاک کرنا چاہتے ہو، اگر تمہارے دلوں میں یہ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خالص محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو اور اس دنیا کے گند سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باہر نکلو۔ اگر تم اپنی سستیاں دور کرنا چاہتے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ میرے سلسلہ بیعت میں آؤ۔ مَیں تمہیں دھوکہ نہیں دے رہا۔ مَیں کسی شیطانی تدبیر کی وجہ سے یہ باتیں نہیں کر رہا۔ بلکہ مَیں تمہارا ایک پکا ہمدرد ہوں۔ سچا ہمدرد ہوں۔ مَیں تمہیں وہ راستے بتاؤں گا جو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہلکا کریں گے۔ میں اس ہمدردی کی وجہ سے جو مجھے تمہارے سے ہے تمہارے لئے دعائیں کروں گا جو عرش پر انشاء اللہ تعالیٰ قبولیت کا درجہ پائیں گی اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ تمہیں پاک کرے گا۔ تمہیں صاف کرے گا۔ تمہیں برکت دے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سچے دل سے میری طرف آؤ اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں مَیں یونہی اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا بلکہ خدا نے مجھ پر یہ وحی کی ہے اور مجھے بتایا ہے کہ تُو جو نظامِ جماعت کی کشتی تیار کرے گا۔ یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو گا اس لئے خدا تعالیٰ اس کی حفاظت بھی کرے گا۔ ایسے خالص لوگوں کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ جو لوگ تیری بیعت کر رہے ہوں گے وہ تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تیری بیعت نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میری بیعت کر رہے ہوں گے اور ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہو گا۔ یاد رکھیں جو ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں آ جائے اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والوں کا ہاتھ ہو تو اس ہاتھ کی برکت سے وہ شخص کبھی ضائع نہیں ہوتا نہ اس کی نسلیں کبھی ضائع ہوتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ وعدوں کا پاس کرنے والی ہے۔

پس اگر اپنی زندگیاں چاہتے ہو اور اپنے آپ کو بھی اور اپنی نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کا قرب دلانا چاہتے ہو تو اس چشمے کی طرف آؤ جو خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پھر جاری فرمایا ہے ورنہ موت تمہارا مقدر ہے۔ اب اس روحانی موت سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا سوائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں داخل ہونے کے۔

چنانچہ اس الٰہی حکم کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1889ء میں بیعت لی اور اولین بیعت کرنے والوں کی فہرست بھی تیار ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 339)

بہرحال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نیک اور پاک دل لوگوں کی، ان لوگوں کی جن کے دل میں اسلام کا درد تھا، جو خالصۃً اسلام کی محبت میں اسلام کی عظمت دوبارہ قائم کرنا چاہتے تھے، وہ لوگ جن کی ذاتی اَنائیں نہیں تھیں وہ بیعت میں شامل ہوتے چلے گئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کہ بیعت لو اور ایسے لوگوں کی ایک کشتی تیار کر وہ کشتی تیار ہوتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی خوشخبریوں کے مطابق اس کشتی کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا گیا اور کوئی آندھی، کوئی طوفان، کوئی آفت جو اس کو ڈبونے کے لئے اٹھی تھی اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکی بلکہ ہر مخالف لہر اور ہر طوفان کے بعد یہ کشتی مضبوط سے مضبوط دکھائی دی اور اس کشتی کے ہر سوار نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ذاتی طور پر اپنے اوپر برستے دیکھی ہے۔ آج آپ لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے اکثریت انہی طوفانوں کی زد میں آئے ہوئے تھے جو آج کہیں کے کہیں پہنچے ہوئے ہیں اور مخالفین ہمیشہ اپنی ناکامیوں پر اپنی حسد کی آگ میں جلتے ہی چلے گئے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر مخالفت کے بعد اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کی بارش ہوئی اور ہر طوفان کے بعد انہی لوگوں میں سے نیک فطرت لوگ جماعت میں شامل ہوتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور یہ ہونا تھا اور یہ ہونا ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو پودا اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اس نے بڑھنا ہے اور پھولنا ہے اور پھلنا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ کیونکہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت ہے اور ہر دن جو نیا سورج چڑھتا ہے یا جو نیا سورج چڑھنا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی تائید کے نظارے ہی دکھانے ہیں اور نظارے دکھاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی کہ ''یَآ اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ

قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُھُمۡ۔ وَلِتَسۡتَبِیۡنَ سَبِیۡلُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ۔ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔'' (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265) یعنی اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی۔ جو کچھ تُو نے چلایا تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اس کے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع دی تا کہ تُو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے اور تیرے انکار کی وجہ سے ان پر حجت پوری ہو جائے۔ ان لوگوں کو کہہ دے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور مَیں وہ ہوں جو سب سے پہلے ایمان لایا۔ (نصرۃ الحق۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 66)

تو جو تدبیر خدا تعالیٰ نے چلائی ہے اور قرآن کا جو علم خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے اس کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کا انجام ظاہر ہے کہ کیا ہو گا جو خدا کے مامور سے لڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے بہتوں نے اس زمانے میں بھی ایسے لوگوں کا بدانجام دیکھا ہے۔ جن کو حکومتوں پر زُعم تھا ان کی حکومتیں بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں۔ جن کو بادشاہتوں پر زُعم تھا ان کی بادشاہتیں بھی ان کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ کسی کو اس کے قابل اعتماد جرنیل نے پھانسی پر چڑھا دیا۔ کسی کو اس کے قریبی عزیز نے قتل کر دیا۔ اور کسی کو تمام حفاظتی اقدامات ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فضا میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا۔

اس کے علاوہ بھی مختلف ممالک میں بہت سے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جہاں لوگوں کی ذلّت و رسوائی اور تباہی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے خدا کے مامور سے ٹکّر لینے کی کوشش کی، اس کی اہانت کرنے کی کوشش کی اور پھر ہر دشمن کا ایسا عبرتناک انجام ہوا جو ہمارے ایمانوں میں اضافہ کا باعث بنا۔ ہر ایک ملک میں احمدی جب یہ واقعات دیکھتے ہیں تو ان کے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے کہ اس کے پیاروں کی مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کو تنگیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس بات کا سب سے زیادہ اِدراک رکھتے تھے کہ مامورین کی زندگیاں آرام سے نہیں گزرا کرتیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ الہام ہوا تو مجھے جن باتوں کا فوری خیال آیا وہ یہ ہیں۔ فرمایا ''اس وحی الٰہی کے (بعد) مجھے یہ فکر دامنگیر ہوا کہ ہر ایک مامور کے لئے سنت الٰہیہ کے موافق جماعت کا ہونا ضروری ہے تا وہ اس کا ہاتھ بٹائیں اور اس کے مددگار ہوں اور مال کا ہونا ضروری ہے تا دینی ضرورتوں میں جو پیش آتی ہیں خرچ ہو۔ اور سنّت اللہ کے موافق اعداء کا ہونا بھی ضروری ہے۔'' (یعنی دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے) ''اور پھر اُن پر غلبہ بھی ضروری ہے تا ان کے شر سے محفوظ رہیں اور امرِ دعوت میں تاثیر بھی ضروری ہے تا سچائی پر دلیل ہو اور تا اس خدمتِ مفوّضہ میں ناکامی نہ ہو''۔ (نصرۃ الحق، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 67)

تو دیکھ لیں الٰہی جماعتوں کے لئے جو باتیں ضروری ہیں وہ آج ہمیں جماعت احمدیہ کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتیں۔ آپ کو الہام ہوا تو فکر ہوئی کہ اگر مَیں مامور ہوں تو مامورین کی جماعت ہوتی ہے۔ میرے پاس جماعت کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت دی اور ایسے مخلصین کی جماعت دی جنہوں نے قربانیوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کئے۔ جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے خدا تعالیٰ کے حضور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی پیش کئے اور آج تک پیش کئے جا رہے ہیں۔ دشمن ایک احمدی کو شہید کر کے سمجھتا ہے کہ گویا ہم نے احمدیت کو ختم کرنے کے سامان کر دیئے۔ ان عقل کے اندھوں کو پتا نہیں کہ احمدی کا تو خدا تعالیٰ کی اس خوشخبری پر ایمان ہے کہ ''جو اس کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ مردہ نہیں بلکہ زندوں سے بہتر ہیں''۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دائمی جنتوں کے بھی وارث ہو گئے اور پھر یہ نظارے بھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے دکھائے اور دکھاتا ہے کہ جب ایک احمدی شہید کیا جاتا ہے تو ہزاروں نیک روحوں کو اللہ تعالیٰ احمدیت کی آغوش میں ڈال دیتا ہے۔

پس کسی شہید کے خون کا ایک قطرہ بھی اللہ تعالیٰ نے کبھی ضائع نہیں کیا۔ پس ہمیں جس چیز کا خیال رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ یہ ظلم ہمارے ایمانوں میں کہیں کمزوری پیدا نہ کر دیں بلکہ ہمارے ایمانوں کو اور زیادہ مضبوط کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔

پھر الٰہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ ایسے مددگار ہوں جو مالی قربانیاں کرنے سے بھی دریغ نہ کریں۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ آج روئے زمین پر صرف اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی جماعت ہی ہے۔ اصل میں تو یہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کی جماعت ہے جس کی ازسرِ نَو تربیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی جو خدا تعالیٰ کی خاطر اس کے دین کی سربلندی کی خاطر اپنا مال یوں قربان کرتے ہیں جیسے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ ہر تحریک پر لاکھوں کروڑوں کی قربانیاں احمدی اپنے پر بوجھ ڈال کر پیش کر دیتے ہیں۔ اب یہ مثال کہیں اور نظر نہیں آتی۔

پھر فرمایا کہ الٰہی جماعتوں کے لئے دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ بھی ایک سچی جماعت ہونے کی نشانی ہے کہ اس کے دشمن ہوں۔ آج دیکھ لیں بحیثیت جماعت اگر کسی کی مخالفت ہے تو وہ جماعت احمدیہ کی ہے۔ آپس میں اگر جُوتم پیزار بھی ہو رہی ہو گی تو جہاں جماعت کا نام آئے گا، ان کی سب مخالفتیں ختم ہو جائیں گی اور سب ایک ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کا ہر فرقہ اور ہر مذہب اس لئے جماعت احمدیہ کا مخالف ہے کہ جماعت سے وہ خوفزدہ ہیں کہ یہ سچ پر قائم ہے اور یہ دلائل سے ہم پر فتح پا لیں گے۔ کیونکہ براہین اور دلائل کا جو خزانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عطا فرمایا ہے جیسا کہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو قرآن کا علم دیا گیا ہے۔ اور قرآنی علم کے مقابلہ پر کوئی بھی علم نہیں ٹھہر سکتا اور یہ ثابت ہے کہ جب دلائل سے بات کرنی ہو تو نہ کوئی عیسائی عالم احمدیوں سے مقابلہ کر سکتا ہے اور کنّی کترانے کی کوشش کرتا ہے۔ کئی واقعات افریقہ میں بھی ہوئے کہ پادریوں نے اپنے لوگوں کو کہا کہ اگر یہ شخص احمدی ہے، (حالانکہ بعض افریقن احمدیوں کو جو نئے احمدی ہوئے ہوئے ہیں ان کا اتنا علم بھی نہیں ہوتا لیکن پادریوں نے لوگوں کو کہا ہوا ہے اور پادریوں کو بھی کہا ہوا ہے کہ اگر یہ شخص احمدی ہے) تو اس سے کوئی مقابلہ نہیں کرنا، کوئی بحث نہیں کرنی۔ اور نہ ان نام نہاد مولویوں میں سے کسی میں اتنی جرأت ہے کہ احمدیت کا مقابلہ دلائل سے کریں اور نہ اس کی کوئی کوشش کرتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کے پاس دلیل نہیں ہے اور جب دلیل نہیں ہوتی تو پھر مار دھاڑ، گالی گلوچ اور قتل و غارت اور غلیظ زبان کا استعمال شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑی دلیلیں ہیں۔ جب دلیلیں ہیں تو پھر احمدیوں پر ظلم کیوں کیا جاتا ہے؟ احمدیوں کو مارا کیوں جاتا ہے؟ آج کیوں پاکستان میں احمدیوں کو تبلیغ کرنے کی کھلی چھٹی نہیں دیتے؟ کیوں پی ٹی وی (PTV) پہ اور ریڈیو پہ اور مساجد میں ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم اپنی تعلیم کو دنیا کو بتائیں؟ کیوں ہمیں ربوہ میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے؟ یہ صرف اس لئے کہ ان کے پاس دلائل نہیں اور دلائل کے آگے ان کے پاس جو چیز ہے وہ سوائے گالیوں اور غلاظتوں اور ظلم کے اور کچھ نہیں جس کو وہ استعمال کرتے ہیں۔ تو یہ دلیل ہے۔

جھوٹے کی نشانی ہی یہی بتائی گئی ہے کہ دلیل نہ ہو تو ظلم پر، مار دھاڑ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ پس ان لوگوں نے اپنا جھوٹا ہونا خود ہی ثابت کر دیا ہے اور آپ خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی جس کی بنیاد خود خدا تعالیٰ نے رکھی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہونے کی توفیق دی جنہوں نے اس زمانے کے امام کو پہچانا۔ اس امام کو جس نے ایمان کو ثریّا سے زمین پر لانا تھا اس امام کو جس نے آخرین کو اوّلین کے ساتھ ملانا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''منجملہ ان دلائل کے جو اِس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والا جس کا اِس اُمّت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی اُمّت میں سے ایک شخص ہو گا، بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں اِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ اور اَمَّکُمۡ مِنۡکُمۡ لکھا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہو گا اور تم ہی میں سے ہو گا۔ چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اُسی کی تعریف میں اِس حدیث میں حَکَم اور عَدَل کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے اس لئے امام کا لفظ بھی اسی کے حق میں ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جگہ مِنۡکُمۡ کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے اور وہی مخاطب تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے مِنۡکُمۡ کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ ہے اور وہ وہی ہے جس کو اِس آیت مفصّلہ ذیل میں قائم مقام صحابہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (الجمعہ:4)۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کریمؐ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے اور اسی معنی کے رُو سے صحابہ میں داخل ہے۔ اور اِس آیت کی تشریح میں یہ حدیث ہے لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِنۡ فَارِسَ۔ اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اس کو عدل سے پُر کرنا۔ لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ مَیں ہوں۔ اور جس طرح کسی دوسرے مدّعی مہدویت کے وقت میں کسوف خسوف رمضان میں آسمان پر نہیں ہوا۔ ایسا ہی تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پا کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنۡ فَارِسَ کا مصداق مَیں ہوں۔ اور پیشگوئی اپنے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ یہ شخص آخری زمانہ میں ہو گا جب کہ لوگوں کے ایمانوں میں بہت ضُعف آ جائے گا۔ اور فارسی الاصل ہو گا۔ اور اس کے ذریعہ سے زمین پر دوبارہ ایمان قائم کیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ صلیبی زمانہ سے زیادہ تر ایمان کو صدمہ پہنچانے والا اور کوئی زمانہ نہیں''۔ (یعنی عیسائیت کا جو زمانہ ہے جب تبلیغ ہو رہی ہے) ''یہی زمانہ ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا ایمان زمین پر سے اٹھ گیا جیسا کہ اِس وقت لوگوں کی عملی حالتیں اور انقلابِ عظیم جو بدی کی طرف ہوا ہے اور قیامت کے علاماتِ صُغریٰ جو مدّت سے ظہور میں آ چکی ہیں صاف بتلا رہی ہیں۔ اور نیز آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جیسے صحابہ کے زمانہ میں زمین پر شرک پھیلا ہوا تھا ایسا ہی اس زمانہ میں بھی ہو گا۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس حدیث اور اس آیت کو باہم ملانے سے یقینی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی مہدیٔ آخر الزمان اور مسیح آخر الزمان کی نسبت ہے۔ کیونکہ مہدی کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جَور سے بھری ہوئی تھی۔ اور مسیح آخر الزمان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان اور امن کو دنیا میں قائم کر دے گا اور شرک کو محو کرے گا اور مِلَلِ باطلہ کو ہلاک کر دے گا۔ پس اِن حدیثوں کا مآل بھی یہی ہے کہ مہدی اور مسیح کے زمانہ میں وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا اور ثریّا تک پہنچ گیا تھا پھر دوبارہ قائم کیا جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اوّل زمین ظلم سے پُر ہو جائے۔ اور ایمان اٹھ جائے۔ کیونکہ جبکہ لکھا ہے کہ تمام زمین ظلم سے بھر جائے گی تو ظاہر ہے کہ ظلم اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ ناچار ایمان اپنے اصلی مَقرّ کی طرف جو آسمان ہے چلا جائے گا۔ غرض تمام زمین کا ظلم سے بھرنا اور ایمان کا زمین پر سے اٹھ جانا اس قسم کی مصیبتوں کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک ہی زمانہ ہے جس کو مسیح کا زمانہ یا مہدی کا زمانہ کہتے ہیں''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 114 تا 116)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا اور اس رَجُلِ فارس کی جماعت میں شامل ہو گئے جس نے آخرین کو پہلوں سے ملایا۔ اور جب تک ہم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے کی عادت رہے گی ہم توجہ دیتے رہیں گے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ''تمہارے معاملات خدا اور خَلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضائے الٰہی مطلق ہی ہو'' یعنی مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔ ''پس اس سے تم نے وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ..... (الجمعہ:4) کے مصداق بننا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 46۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جب تک اس ارشاد پر عمل کرتے رہیں گے، اپنی اصلاح بھی کرتے رہیں گے اور اپنے ایمانوں کو مضبوط بھی کرتے رہیں گے۔ ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی تائیدات سے نوازتا رہے گا اور کبھی کوئی دشمن ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدے کئے، جو خوشخبریاں دیں انہیں ہم نے پورے ہوتے بھی دیکھا اور آئندہ بھی دیکھتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے ایمانوں پر قائم رہیں۔

اس وقت میرے پاس کچھ الہام ہیں جو آج سے سو سال پہلے 1904ء کے الہامات ہیں، ان کا مَیں یہاں ذکر

کروں گا۔

یکم جون 1904ء کو الہام ہوا کہ ’’اِنِّیْٓ اَنَا الرَّحْمٰنُ سَاَجْعَلُ لَكَ سُهُوْلَةً فِيْٓ أَمْرِكَ۔ اِنِّیْٓ اَنَا التَّوَّابُ۔ مَنْ جَآءَ كَ جَآءَ نِیْ۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَ مُقَامُهَا‘‘۔ یعنی مَیں ہی رحمان ہوں۔ مَیں تیرے لئے تیرے کام میں سہولت پیدا کروں گا۔ مَیں ہی ہوں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ جو تیرے پاس آیا وہ میرے پاس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں مدد دی اس حالت میں کہ تم بہت کمزور تھے۔ تمہارے لئے سلامتی ہے۔ تم خوش رہو۔ عارضی رہائش کے مکانات بھی مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش کے بھی۔

(تذکرہ صفحہ 432 ایڈیشن چہارم)

پس وہ رحمان خدا جس نے ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں میں سہولت پیدا کی، آپ کے کام آسان کئے، دشمنوں کو مایوس کیا، ان کی تدبیریں ان پر ہی الٹا دیں۔ آج بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کر رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ کرتا رہے گا۔

پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کی جماعت میں شامل ہوئے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر ہر نیا دن ترقیات کے ساتھ چڑھاتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے مطابق چڑھاتا رہے گا۔ اس لئے کبھی کوئی احمدی، کوئی کم تربیت یافتہ احمدی، کسی منافق کی باتوں میں آکر ٹھوکر نہ کھائے۔ دشمنوں کی دشمنی کسی کے قدموں کو ہلا نہ دے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، اس کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے، اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اپنے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق نظام قدرت ثانیہ بھی یعنی نظام خلافت بھی آپ کے دَور کا ہی تسلسل ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے وقت کی برکات آپ کے ادنیٰ غلاموں کے دَور میں بھی ملتی رہیں گی بشرطیکہ ہم تقویٰ پر قائم رہیں۔ اور دشمن ہمیشہ اپنی آگ میں ہی جلتا چلا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو کہ صحابہؓ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جبکہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی۔ اور (وہ) یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایماء ہے۔‘‘ (یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس زمانے کی طرف بھی۔) ’’اور یہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق اس میں احمد کا بروز ہوا اور وہ مَیں ہوں جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیشگوئی تھی۔ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو دوکاندار، خود غرض کہا گیا‘‘۔ (یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہا گیا کہ دوکانداری چمکا رہے ہیں اور خود غرضی کر رہے ہیں۔) ’’افسوس اُن پر جنہوں نے دیکھا اور نہ دیکھا۔ وقت پایا اور نہ پہچانا‘‘۔ (یعنی جنہوں نے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں جس طرح کہ گویا دیکھا ہی نہیں اور وہ وقت پایا جو مسیح موعود کا وقت تھا اور پھر نہ پہچانا۔) ’’وہ مر گئے جو منبروں پر چڑھ چڑھ کر رویا کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں یہ ہو گا۔ اور وہ رہ گئے جو اَب منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ جو آیا ہے وہ کاذب ہے۔ ان کو کیا ہو گیا۔ یہ کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں سوچتے۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے بدر ہی میں مدد کی تھی۔ اور وہ مدد اَذِلَّة کی مدد تھی۔ جس وقت 313 آدمی صرف میدان میں آئے تھے اور کُل دو تین لکڑی کی تلواریں تھیں اور ان 313 میں زیادہ تر چھوٹے بچے تھے۔ اس سے زیادہ کمزوری کی حالت کیا ہو گی۔ اور دوسری طرف ایک بڑی بھاری جمعیت تھی اور وہ سب کے سب چیدہ چیدہ جنگ آزمودہ اور بڑے بڑے جوان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ظاہری سامان کچھ نہ تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا۔ یعنی اے اللہ! اگر آج تُو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا پھر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ سنو! مَیں بھی یقیناً اسی طرح کہتا ہوں کہ آج وہی بدر والا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک جماعت تیار کر رہا ہے۔ وہی بدر اور اَذِلَّةٌ کا لفظ موجود ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ اسلام پر ذلّت نہیں آئی؟ نہ سلطنت ظاہری میں شوکت ہے۔ ایک یورپ کی سلطنت منہ دکھاتی ہے تو بھاگ جاتے ہیں اور کیا مجال ہے جو سر اٹھائیں‘‘۔ (اب دیکھیں اسلامی ممالک پہ امریکہ نے ایک قبضہ کیا ہوا ہے اور کچھ کہہ نہیں سکتے۔) ’’اس ملک کا حال کیا ہے؟ کیا اَذِلَّةٌ نہیں ہیں؟ ہندو بھی اپنی طاقت میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ذلّت ہے۔ جس میں ان کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ جس قدر ذلیل سے ذلیل پیشے ہیں وہ ان میں پاؤ گے۔ ٹکّر گدا مسلمان ہی ملیں گے‘‘ (یعنی ہر وقت مانگتے ہوئے مسلمان ہی ملیں گے)۔ ’’جیل خانوں میں جاؤ تو جرائم پیشہ گرفتار مسلمان ہی پاؤ گے۔ شراب خانوں میں جاؤ کثرت سے مسلمان (ملیں گے)۔ اب بھی کہتے ہیں ذلّت نہیں ہوئی۔ کروڑ ہا ناپاک اور گندی کتابیں اسلام کے ردّ میں تالیف کی گئیں‘‘۔ (کوشش ہے تو صرف یہ کہ احمدیوں کو کسی طرح کافر کہلایا جائے۔ یہ جو اسلام کے ردّ میں کتابیں تالیف کی گئی ہیں کبھی کسی میں جرأت نہیں ہوئی کہ ان کا جواب دے۔ جماعت احمدیہ تو ان کے جواب دے رہی ہے۔ یہ سوائے احمدیوں کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ) ’’ہماری قوم میں مغل سیّد کہلانے والے اور شریف کہلانے والے عیسائی ہو کر اسی زبان سے سیّد المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسنے لگے۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ کون تھے؟ اُمّہات المومنین کا مصنّف کون ہے؟ جس پر اس قدر واویلا اور شور مچایا گیا‘‘۔ (پھر اس زمانے میں رشدی کون ہے)۔ ’’اور آخر کچھ بھی نہ کر سکے۔ اس پر بھی کہتے ہیں کہ ذلّت نہیں ہوئی۔ کیا تم تب خوش ہوتے کہ اسلام کا اتنا رہا سہا نام بھی باقی نہ رہتا۔ تب محسوس کرتے کہ ہاں اب ذلّت ہوئی ہے؟ آہ! مَیں تم کو کیونکر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے۔ دیکھو مَیں پھر کھول کر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے۔ اسلام پر ذلّت کا وقت آ چکا ہے۔ مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ مَیں اسلام کو براہین اور حُجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملّتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 190 تا 192۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس آپ لوگ جنہوں نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا، آپ کی شناخت کی، آپ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ دنیا کو یہ پیغام پہنچائیں کہ جو مسیح آنے والا تھا، جو مہدی آنے والا تھا وہ آ چکا۔ مسلمانوں کو خاص طور پر یہ پیغام پہنچائیں جو پہنچا سکتے ہیں اور یا کم از کم ان کے لئے دعائیں تو ہم کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے دعائیں ہی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس گند سے، اس غلاظت سے، اس لغویات سے نکالے اور اپنی شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر مئی 1904ء آج سے ایک سو سال پہلے کا الہام ہے۔ ’’كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ‘‘۔ کہ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب رہیں گے۔

(تذکرہ صفحہ 431 ایڈیشن چہارم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ: 22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے‘‘ (مطلب دلائل ایسے ہونے چاہئیں)۔ ’’اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اس کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

پس آج ہم میں سے ہر ایک دیکھتا ہے اور ہر ایک کو نظر آ رہا ہے کہ دلائل میں کوئی بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیئے ہوئے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

پھر جون 1904ء کا ایک الہام ہے۔ وہ مئی کا تھا یہ جون میں دوبارہ ہوا۔ ’’كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ كَمِثْلِكَ دُرٌّ لَّا يُضَاعُ۔ لَا يَأْتِیْ عَلَيْكَ يَوْمُ الْخُسْرَانِ۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 702) کہ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو گا۔ تجھ پر گھاٹے کا دن نہیں آئے گا۔

پس دوبارہ یہ الہام ہوا اور اللہ تعالیٰ نے غلبہ کی خوشخبری دے کر یہ بھی تسلی دی کہ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہو گا۔ تُو جو سب سے زیادہ میرے اور میرے رسول سے محبت کرنے والا ہے کس طرح ضائع ہو سکتا ہے اور دشمن چاہے جتنا بھی زور لگا لے آخر فتح تیری ہے اور دشمن کے مقدر میں ذلیل ہونا لکھا ہے اور یہی اس کا انجام ہے وہ اس انجام کو انشاء اللہ پہنچے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے‘‘۔

(البدر مورخہ 24 اپریل 1903ء صفحہ 107 جلد 2 نمبر 14)

فرمایا:

’’مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک مَیں دُوربِین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بِینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

پھر 22/اپریل (1904ء) کا ایک الہام ہے:

’’اِنَّ اللّٰهَ حَافِظُ كُلِّ شَیْءٍ۔ اُذْكُرْ عَلَيْكَ نِعْمَتِیْ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ۔ (تذکرہ صفحہ 428 ایڈیشن چہارم)۔ یقیناً اللہ ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے۔ یاد کر میری نعمت کہ جو مَیں نے تجھ پر کی۔ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگایا۔

یہ جو الفاظ ہیں اُذْكُرْ عَلَيْكَ نِعْمَتِیْ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ۔ یہ الہام بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک انگوٹھی میں کندہ

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

کروایا تھا اور آپ کی وفات کے بعد یہ انگوٹھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے دوسرے بیٹے تھے، منجھلے بیٹے تھے، ان کے حصے میں آئی تھی۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 428 ایڈیشن چہارم)

ایک اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ایک اُذْکُرْ عَلَیْکَ نِعْمَتِیْ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ اور ایک مولا بس۔ تین انگوٹھیاں تھیں جو تینوں بیٹوں کے حصوں میں آئیں۔

پھر حضرت مسیح موعود سے کئے گئے وعدے کے مطابق جو اس الہام میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت پر بھی بے شمار نعمتیں اتار رہا ہے، اتارتا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اتارتا رہے گا کیونکہ یہ پودہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی قدرت کے نئے نئے پھل ہر روز ہمیں ملتے رہیں گے اور ملتے رہتے ہیں۔ پس ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ان رحمتوں کو سمیٹنے والے بنیں۔

پھر (12) جون (1904ء) کا ایک الہام ہے: ’’اٰتَیْتُکُمْ کُلَّ نَعِیْمٍ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 433 ایڈیشن چہارم) کہ مَیں نے تم کو ہر قسم کی نعمتیں دی ہیں۔ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ جو ایمان لائے ان کے لئے بخشش اور باعزت رزق ہے۔

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ان نعمتوں کا حصول تقویٰ پر قائم رہنے والوں کے لئے ہے۔ اس کے لئے کوشش کریں اور کبھی کسی احمدی سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنے۔ فرمایا کہ ’’ہر قسم کی تمہیں نعمتیں دی ہیں جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو ایمان لائے ہیں وہی ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور انہی کے لئے بخشش کے بھی سامان ہیں‘‘ اس لئے حالات کا بہتر ہونا کہیں تقویٰ سے دور لے جانے والا نہ بن جائے۔

پھر (21) جون 1904ء کا الہام ہے۔ ’’اَنَا الرَّحْمٰنُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 434 ایڈیشن چہارم) مَیں رحمان خدا ہوں تُو مجھے تلاش کرے گا تو پالے گا۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں اور اس سے اس کی بخشش اور مغفرت طلب کریں۔ یاد رکھیں کہ بدر کی کامیابی میں ان دعاؤں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں بیٹھ کر کی تھیں۔ پس رحمان خدا کو پانے کے لئے اس کی طرف جانے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔ اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو، بچو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 303۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر جولائی کا ایک الہام ہے: ’’مبارک سو مبارک۔ آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اَجْرُکَ قَائِمٌ وَذِکْرُکَ دَائِمٌ‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 435 ایڈیشن چہارم)۔ اس عربی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تیرا اجر ثابت ہے اور تیرا ذکر دائم رہنے والا ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس پیارے کی جماعت میں ہیں جس کے ساتھ آسمانی تائیدات ہیں اور اس نے انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر غالب ہونا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

1904ء کے بہت سارے الہامات ہیں جو فتوحات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس میں سے چند ایک مَیں نے لئے تھے وقت کے لحاظ سے۔ خدا تعالیٰ ہمیں حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والا بنائے اور ہمیں ہماری زندگیوں میں ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتا ہوا بھی دکھائے جن کا پورا ہونا ابھی باقی ہے یا جو اس زمانے کے لئے مقدر ہیں۔ بعض پیشگوئیاں کئی کئی دفعہ بھی پوری ہوتی ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کچھ پیشگوئیاں پہلے بھی پوری ہو گئی ہوں جو اس زمانے میں دوبارہ مقدر ہوں۔ ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی اپنی کسی کمزوری کی وجہ سے ان برکات سے محروم ہونے والا نہ ہو جن کا وعدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ اپنی نسلوں کی بھی اس نہج پر تربیت کریں کہ ان کو پتا ہو کہ یہ سب فضل جو آجکل ان پر ہیں، جماعت پر خدا کے فضلوں کی وجہ سے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بن کر رہیں۔ کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ یہ کشائش، یہ بہتر حالات اس کی اپنی کسی خوبی کی وجہ سے ہیں۔ خود بھی یہ ذہن میں رکھیں اور اپنی نسلوں کو بھی بتائیں کہ باغ وہی پھلتے ہیں جن کے مالک اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے ہوتے ہیں۔ ناشکروں کے باغ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حالات کی بہتری پر ہمیشہ اس کا شکر کریں اور کشائش آپ کو اس کی عبادتوں سے غافل نہ کر دے۔ جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار دعاؤں میں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ اب اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ دعا کے بعد آپ جو یہاں آئے جہاں انہوں نے تین دن جلسہ attend کیا، اس سے فائدہ اٹھایا، تقاریر سنیں جو آپ کی روحانیت میں اضافے کا بھی جو باعث بنیں اس کو اب آپ اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ یہ نہ ہو کہ یہاں سے نکلیں اور سب کچھ بھول جائیں۔ بلکہ جو کچھ یہاں حاصل کیا ہے وہ آپ کی زندگیوں کا حصہ بن جانا چاہئے۔ آپ کے ماحول میں دوسرے لوگوں کو آپ میں تبدیلیاں نظر آنی چاہئیں اور یہ تبدیلیاں پیدا ہوں گی تبھی وہ مقاصد پورے ہوں گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد بیان فرمائے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہوں اور اپنی روحانیت میں اضافہ کریں۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 340)۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بہت سارے لوگ سفر بھی کر رہے ہوں گے۔ احتیاط سے سفر کریں۔ گزشتہ دنوں میں ایک احمدی کی کار کا ایکسیڈنٹ بھی ہو گیا تھا تو اللہ نے فضل فرمایا۔ اور بعض لوگ رات کو دیر تک جاگتے بھی ہیں ہو سکتا ہے ان کی نیندیں نہ پوری ہوئی ہوں تو اگر لمبے سفر پر جانا ہے تو بہرحال نیند پوری کر کے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں، اپنے حفظ و امان میں اپنے گھروں میں لے کر جائے اور ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ اب دعا کر لیں۔

☆☆☆

بقیہ: تین عظیم الشان موعود از صفحہ 13

آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67،66)

☆...☆...☆

بینن کے پوبے شہر میں ریجنل جلسہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

رپورٹ: مبارک احمد نعیم مبلغ سلسلہ بینن

پوبے ریجن میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے تین دہائیاں پہلے کچھ افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اور خدا کے فضل سے آج ان چند افراد کے قافلے کو خدا نے سینکڑوں اور پھر ہزاروں میں تبدیل کر کے احمدیت کو پوبے ریجن کے بیشتر دیہات میں قائم کر دیا ہے۔

پوبے شہر بینن کے جنوب میں واقع ہے اور ساتھ ہی قریباً 10 کلومیٹر دور نائیجیریا کا بارڈر شروع ہو جاتا ہے۔ اس علاقے میں فرنچ کے علاوہ کثرت کے ساتھ لوکل زبانیں یوروبا (youruba) اور ناگو (nago) بولی جاتی ہیں۔ احمدیت کی آغوش میں آنے والے اکثر لوگ Youruba اور Hauri دو قوموں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوبے ریجن کو مورخہ 24 اور 25 فروری 2018 کو اپنا جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ جلسہ سالانہ پوبے کا آغاز خاکسار کی زیرِ صدارت بروز ہفتہ صبح 9:45 بجے تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد قصیدہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام (یا عین فیض اللہ) کے چند اشعار دو اطفال نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں پہلی تقریر مکرم رزاق اول صاحب لوکل مشنری نے . پیشگوئی مصلح موعود اور آپ کی تحریکات پر کی۔ اس کے بعد دوسری تقریر (جماعتِ احمدیہ کا قیام Ketou میں) کے موضوع پر مکرم ابراہیم صاحب عرف بابا عیشولا (کیتو کے پہلے احمدی) نے کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنے احمدیت قبول کرنے کے واقعات بتائے کہ تمام تر مخالفت کے باوجود، مخالفین کے آپ کو قتل کرنے کی ناکام کوشش اور زہر دینے کے باوجود خدا تعالیٰ نے کس طرح مسیحِ موعود علیہ السلام کے خادم کی حفاظت فرمائی۔ بعد ازاں تیسری تقریر مالی قربانی کا نظام اور نظامِ خلافت کے موضوع پر خاکسار نے کی۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

دوپہر کے کھانے اور نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا جو کہ مکرم Aruni Rafiuo صاحب کی زیرِ صدارت تھا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد دو خدام نے قصیدہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

دوسرے سیشن کی پہلی تقریر احمدی کے اخلاق اور ہمسایوں کے حقوق کے موضوع پر مکرم لقمان آشینی صاحب نے کی۔ دوسری تقریر مکرم ابراہیم عبدالعزیز صاحب لوکل مشنری نے دس شرائطِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر کی۔ دوسرے سیشن کی آخری تقریر مکرم Aruni Rafiou صاحب نے احمدیت کا قیام آجاورے میں کے موضوع پر کی۔

اس کے بعد نمازِ مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد پروگرام سوال و جواب کی ایک نشست منعقد کی گئی۔ یہ پروگرام قریباً 10:00 بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد رات کا کھانا پیش کیا گیا۔

25 فروری بروز اتوار دن کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد کے ساتھ کیا گیا۔ اور نمازِ فجر کے بعد (احمدی والدین کی ذمہ داریاں) کے موضوع پر درس پیش کیا گیا۔

9:30 بجے تیسرے اور اختتامی سیشن کا آغاز مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن کی زیرِ صدارت ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد ایک مقامی احمدی خادم نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی نظم (حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی) کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب بینن نے اختتامی تقریر میں نظامِ خلافت اور حقیقی احمدی کی ذمہ داریوں پر نصائح سے نوازا۔ اور اختتامی دعا کروائی۔ الحمدللہ۔ جلسہ میں پوبے ریجن کی 29 جماعتوں سے 226 افراد نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلسہ میں شامل ہونے والے تمام افراد کے ایمانوں کو بڑھائے۔ اور خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ ہم سب کا پختہ تعلق قائم رہے۔ آمین۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 جون 2012ء میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کا ایک مختصر مضمون شاملِ اشاعت ہے۔ یہ مضمون 20 مارچ 2012ء کی اخبار روزنامہ ’’جنگ‘‘ لندن میں شائع ہونے والی اُس تحقیقی رپورٹ کے حوالہ سے قلمبند کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ چہرے کے تأثرات انسان کے اندر کی حقیقت عیاں کرتے ہیں۔

مذکورہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ماہرینِ نفسیات نے مختلف ملکوں کے ٹیلی ویژن پر آنے والے 52 افراد کے چہروں کی حرکات کا باریک بینی سے تجزیہ کیا۔ یہ افراد لاپتہ لوگوں کی واپسی کی اپیل کر رہے تھے ان میں سے نصف جھوٹ بول رہے تھے جن کو بعد میں قتل کے جرم میں سزائیں ہوئیں۔ تمام جھوٹے افراد کو ان کے جسمانی تأثرات (بشمول ڈی این اے شواہد) پر سزائیں ہوئیں۔ اس ریسرچ سے یہ ثابت ہوا کہ فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے جبکہ جھوٹے اپنے چہرے کے تأثرات کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ ماہرین نے انسانی چہرے کے پانچ مسلز کا تجزیہ کیا جس میں لوگوں کے مختلف ردّعمل اور غم وغیرہ کو بھی جانچا گیا۔ جھوٹ بولنے والوں کے تأثرات دوسروں سے مختلف تھے۔

اس تحقیق کا لب لباب مرکزی نکتہ اور ماحصل یہ فقرہ ہے: ’’فرشتہ صفت چہرہ سچائی کا مظہر ہوتا ہے۔‘‘

مضمون نگار نے اس تحقیق کی تائید میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت زندگی سے چار واقعات پیش کئے ہیں۔

☆ جناب ابوسعید عرب صاحب اوّل اوّل ایک بڑے آزاد مشرب اور نیچریت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس کی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ نے انہیں سلسلہ کی طرف متوجہ کیا اور حضرت مسیح پاک کی محبت کا تخم آپ کے دل میں جما دیا۔ ان کی حضرت اقدس سے ایک گفتگو کا ذکر ملفوظات نمبر چار میں ملتا ہے۔

’’عرب صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک چینی آدمی کے روبرو میں نے آپ کی تصویر کو پیش کیا۔ وہ بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ آخر بولا کہ یہ شخص کبھی جھوٹ بولنے والا نہیں ہے پھر میں نے اور تصاویر بعض سلاطین کی پیش کیں۔ مگر ان کی نسبت اس نے کوئی مدح کا کلمہ نہ نکالا اور بار بار آپ کی تصویر کو دیکھ کر کہتا رہا کہ یہ شخص ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔‘‘

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ’’سیرت طیّبہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

بیان کیا کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کسی مقدمہ کے واسطے میں ڈلہوزی پہاڑ پر جا رہا تھا۔ راستہ میں بارش آگئی۔ مَیں اور میرا ساتھی یکّہ سے اتر آئے اور ایک پہاڑی آدمی کے مکان کی طرف گئے جو راستہ کے پاس تھا۔ میرے ساتھی نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر اُس نے روکا اور ان کی باہم تکرار ہوگئی اور مالک مکان گالیاں دینے لگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں یہ تکرار سن کر آگے بڑھا۔ جونہی میری اور مالک مکان کی آنکھیں ملیں تو پیشتر اس کے کہ مَیں کچھ بولوں اس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس لئے میں اجنبی آدمی کو گھر میں نہیں گھسنے دیتا مگر آپ بے شک اندر آجائیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ ایک اجنبی آدمی تھا۔ نہ مَیں اسے جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید فرماتے ہیں:

غالباً 16-1915ء کی بات ہے کہ قادیان میں آل انڈیا ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایچ۔اے۔ والٹر تشریف لائے۔ ان کے ساتھ لاہور کے ایف سی کالج کے وائس پرنسپل مسٹر لوکاس بھی تھے۔ مسٹر والٹر ایک کٹر مسیحی تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک کتاب لکھ کر شائع کرنا چاہتے تھے جب وہ قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملے اور تحریک احمدیت کے متعلق بہت سے سوالات کرتے رہے اور دوران گفتگو میں کچھ بحث کا سا رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے قادیان کے مختلف ادارہ جات کا معائنہ کیا اور بالآخر مسٹر والٹر نے خواہش ظاہر کی کہ میں بانیٔ سلسلہ کے کسی پرانے صحبت یافتہ عقیدت مند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قادیان کی مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک قدیم اور فدائی صحابی منشی محمد اروڑا صاحبؓ سے ان کی ملاقات کرائی گئی۔ اس وقت منشی صاحب مرحوم نماز کے انتظار میں مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ رسمی تعارف کے بعد مسٹر والٹر نے منشی صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ ’’آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے ان کو کس دلیل سے مانا اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا؟‘‘

حضرت منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا: ’’میں حضرت صاحب کو ان کے دعویٰ سے پہلے جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ ان کا نور اور ان کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے ان کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے۔‘‘

یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں بے چین ہوکر اس طرح رونے لگے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی جدائی میں بلک بلک کر روتا ہے۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ یہ نظارہ دیکھ کر ان کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور وہ محوِحیرت ہوکر منشی صاحب موصوف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور ان کے دل میں منشی صاحب کی اس سادہ بات کا اتنا اثر تھا کہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ’’احمدیہ موومنٹ‘‘ میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ ’’مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اسے ہم دھوکے باز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔‘‘

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ جو فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مردان کا ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کی طب کا شہرہ سن کر آپ سے علاج کرانے کی غرض سے قادیان آیا۔ یہ شخص حضرت مسیح موعودؑ کا سخت ترین دشمن تھا اور بمشکل قادیان آنے پر رضامند ہوا تھا اور اس نے قادیان آکر اپنی رہائش کے لئے مکان بھی احمدی محلہ سے باہر لیا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے علاج سے اسے خدا کے فضل سے افاقہ ہوگیا اور وہ اپنے وطن واپس جانے کے لئے تیار ہوا تو اس کے ایک احمدی دوست نے اسے کہا کہ تم نے حضرت مسیح موعودؑ کو تو دیکھنا پسند نہیں کیا مگر ہماری مسجد تو دیکھتے جاؤ۔ وہ اس بات کے لئے رضامند ہوگیا مگر یہ شرط کی کہ مجھے ایسے وقت میں مسجد دکھاؤ کہ جب حضرت مرزا صاحب مسجد میں نہ ہوں چنانچہ یہ صاحب انہیں ایسے وقت میں قادیان کی مسجد مبارک دکھانے کے لئے لے گئے کہ جب نماز کا وقت نہیں تھا اور مسجد خالی تھی۔ مگر قدرت خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ادھر یہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور ادھر حضرت مسیح موعود کے مکان کی کھڑکی کھلی اور حضور کسی کام کے تعلق میں اچانک مسجد میں تشریف لے آئے۔ جب اس شخص کی نظر حضرت مسیح موعودؑ پر پڑی تو وہ حضور کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی بے تاب ہوکر حضور کے قدموں میں آگرا اور اسی وقت بیعت کرلی۔

پس حق تو یہی ہے کہ جیسے حضرت مسیح پاکؑ نے اپنے ایک عارفانہ شعر میں فرمایا ہے:

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

...❁...❁...❁...

محترم شیخ امام الدین صاحب کی قبول احمدیت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 مئی 2012ء میں مکرم شریف احمد علیانہ صاحب نے اپنے والد اور چچا کے قبولِ احمدیت کے واقعات بیان کئے ہیں۔

مکرم شیخ میاں غلام حسین صاحب آف کمالیہ (ضلع فیصل آباد) کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بڑے بیٹے محترم شیخ میاں امام الدین صاحب کی اپنے رشتہ داروں سے کچھ ایسی ناراضگی پیدا ہوئی کہ انہوں نے اُس مسجد میں نماز پڑھنی بھی ترک کردی جس میں اُن کے رشتہ دار نماز ادا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ سعید فطرت تھے اور اس اسلامی حُکم کو جانتے تھے کہ نماز باجماعت پڑھنی چاہئے اس لئے احمدیہ مسجد میں نمازیں ادا کرنے لگے۔ احمدی انہیں تعجّب سے دیکھتے لیکن احمدیوں کے امام الصلوٰۃ حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ نے احمدیوں کو ہدایت کردی تھی کہ کوئی ان سے مسائل وغیرہ سے متعلق بات نہ کرے۔

اُس وقت محترم شیخ امام الدین صاحب کا سیّدوالا کے مرکزی بازار میں جنرل سٹور تھا۔ ایک روز آپ دکان پر بیٹھے تھے کہ ایک احمدی دوست وہاں آگئے اور باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ ایک سال سے آپ ہمارے ساتھ نمازیں ادا کررہے ہیں، اب بیعت بھی کرلیں۔ اس پر آپ نے سختی سے جواب دیا کہ تُو کیا سمجھتا ہے کہ مَیں مرزا صاحب کو سچّا سمجھتا ہوں! مَیں تو اس لئے نماز آپ کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں کہ نمازیں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اب تہجّد بھی پڑھا کروں گا۔ دوست نے کہا کہ ایک بار قادیان بھی چلیں۔ اس پر آپ نے کہا کہ قادیان میں کیا پڑا ہے جو کچھ قرآن میں موجود ہے۔ اگر قرآن نے مجھے بتایا تو مجھے مرزا صاحب کے ماننے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اُس دن آپ گھر آئے تو یہ فیصلہ کرلیا کہ اب تہجّد بھی باقاعدہ پڑھیں گے اور قرآن پر تدبّر بھی کیا کریں گے۔ چنانچہ تہجّد میں رو رو کر دعائیں شروع کردیں کہ اگر مرزا صاحب سچّے ہیں تو اللہ مجھے اُن کو ماننے کی توفیق دے۔

ایک روز آپ نے حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ کی خدمت میں کسی آیت کی تفسیر پوچھی اور جواب ملنے پر اُسی دن یعنی 15 جنوری 1915ء کو بیعت کرلی۔ اُس وقت تک آپ کے والد صاحب وفات پاچکے تھے۔ تاہم دیگر رشتہ داروں کو آپ کی بیعت کا علم ہوا تو آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ جب اس کا علم فیصل آباد میں زیرتعلیم آپ کے چھوٹے بھائی علی محمد صاحب کو ہوا تو وہ غصّہ کی حالت میں آپ کے پاس آتے لیکن کوئی بات سُنے بغیر چلے جاتے۔ آپ نے بار بار اُن سے کہا کہ تم میں غور کا مادہ نہیں ہے اور صرف اس لئے مسلمان ہو کہ کسی مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہو۔ اگر کسی ہندو، سکھ یا عیسائی کے گھر میں پیدا ہوتے تو اُنہی کا مذہب اپنا لیتے....

کچھ دن کے بعد علی محمد صاحب آپ کے پاس آئے اور کہا کہ فیصل آباد میں ایک آریہ نے یہ اعتراض اسلام پر کئے تھے جن کا میرے پاس جواب نہیں تھا۔ پھر یہاں فلاں آریہ نے جو اعتراض کئے تو اُن کا بھی میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ مَیں نے یہ اعتراض فلاں رشتہ دار کے سامنے کئے تو اُنہوں نے مجھے آریوں سے ملنے پر لعن طعن کی لیکن کسی اعتراض کا جواب نہیں دیا۔ پھر گھر میں آپ جو بات کرتے ہیں اُس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے جب تک مجھے ان اعتراضات کا جواب نہیں مل جاتا تب تک میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔

محترم شیخ امام الدین صاحب اپنے بھائی کو لے کر حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ کے پاس آئے جنہوں نے سب اعتراضات کا تفصیل سے جواب دیا تو چند روز کے اندر علی محمد صاحب بھی بیعت کرکے احمدی ہوگئے۔ اس کے بعد دونوں بھائیوں نے مخالف حالات کو نہایت صبرواستقامت سے برداشت کیا اور ایمان پر قائم رہے۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 مارچ 2012ء میں مکرم مظفر منصور صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

اِک نگر جب قاضیاں سے قادیاں ہونے لگا
تب ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہونے لگا
پھر زمیں پر رحمتوں کی بارشیں ہونے لگیں
آسماں پھر سے زمیں پر مہرباں ہونے لگا
مرکزِ توحیدِ باری چُن لیا تقدیر نے
بے امانوں کے لئے دارالاماں ہونے لگا
پا گیا تکمیل واں ہر دائرہ ہر دین کا
وقت جیسے رفتگاں سے ہمرہاں ہونے لگا
وہ جو تھا اِک شخص میرِ کاروانِ اہلِ دل
ہوکے پنہاں وہ خدا میں کیا عیاں ہونے لگا
پھر خدا کا دین اس نگری میں برپا ہوگیا
پھر خدا کے فیض کا چشمہ رواں ہونے لگا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 23, 2018 – March 29, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday March 23, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat: Surah An-Naml, verses 1-60.
- 00:35 Dars-e-Hadith
- 01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 57.
- 01:30 Huzoor's Reception At Baitul Ahad: Recorded on November 21, 2015.
- 02:40 Masjid-e-Aqsa Rabwah
- 03:00 Spanish Service
- 03:30 Khazain-ul-Mahdi
- 04:00 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on May 6, 1996.
- 05:20 Seekers Of Treasure
- 06:00 Tilawat: Surah An-An'aam, verses 85-94.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 58.
- 07:00 Beacon Of Truth: Recorded on December 18, 2016.
- 08:00 Signs Of The Latter Days
- 09:00 Huzoor's Reception In Denmark: Recorded on May 9, 2016.
- 10:10 In His Own Words
- 10:45 Noor-e-Mustafwi
- 11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
- 11:30 History Of Cordoba
- 12:00 Tilawat [R]
- 12:15 Masjid Mubarak Rabwah
- 12:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
- 13:00 Live Friday Sermon
- 14:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
- 14:30 Bangla Shomprochar
- 15:30 Signs Of The Latter Days [R]
- 16:30 Friday Sermon [R]
- 17:40 Noor-e-Mustafwi [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Tilawat
- 18:35 Beacon Of Truth [R]
- 19:20 Huzoor's Reception In Denmark [R]
- 20:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
- 21:00 In His Own Words [R]
- 21:30 Friday Sermon [R]
- 22:45 Noor-e-Mustafwi [R]
- 23:00 Signs Of The Latter Days [R]

Saturday March 24, 2018

- 00:00 World News
- 00:30 Tilawat
- 01:00 Yassarnal Qur'an
- 01:25 Huzoor's Reception In Denmark
- 02:35 In His Own Words
- 03:05 Beacon Of Truth
- 03:50 Masjid Yadgar Rabwah
- 04:00 Friday Sermon
- 05:15 Noor-e-Mustafwi
- 05:30 Deeni-o-Fiqahi Masail
- 06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-158.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 17.
- 07:10 Tasheez-ul-Azhan
- 07:30 Open Forum
- 08:00 International Jama'at News
- 08:55 Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
- 10:05 In His Own Words
- 10:35 Dua-e-Mustaja'ab
- 11:15 Indonesian Service
- 12:15 Tilawat [R]
- 12:30 Al-Tarteel [R]
- 13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
- 14:05 Bangla Shomprochar
- 15:10 Khazain-ul-Mahdi
- 15:40 Masjid-e-Aqsa Rabwah
- 16:00 Live Rah-e-Huda
- 17:35 Al-Tarteel [R]
- 18:10 World News
- 18:25 Tilawat
- 18:40 Tasheez-ul-Azhan [R]
- 19:00 Open Forum [R]
- 19:30 Dua-e-Mustaja'ab [R]
- 20:10 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany: Recorded on June 2, 2012.
- 21:00 International Jama'at News [R]
- 21:45 Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
- 22:05 Friday Sermon [R]
- 23:15 Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday March 25, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:35 Dars-e-Hadith
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:25 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2012
- 02:15 In His Own Words
- 02:45 Masjid-e-Aqsa Rabwah
- 03:05 Tasheez-ul-Azhan
- 03:25 Open Forum
- 03:55 Friday Sermon
- 05:05 In His Own Words
- 05:35 Khazain-ul-Mahdi
- 06:00 Tilawat: Surah An-An'aam, verses 102-111.
- 06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 58.
- 07:00 Rah-e-Huda: Recorded on March 24, 2018.
- 08:35 One Minute Challenge
- 09:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
- 10:25 In His Own Words [R]
- 11:00 Indonesian Service
- 12:05 Tilawat [R]
- 12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
- 12:35 Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
- 14:10 Shotter Shondhane: Recorded on July 31, 2015.
- 15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
- 16:30 Ghazwat-e-Nabi
- 17:30 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:35 Story Time
- 19:00 Beacon Of Truth
- 19:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
- 21:10 In His Own Words [R]
- 21:40 Ghazwat-e-Nabi [R]
- 22:35 Friday Sermon [R]
- 23:45 One Minute Challenge [R]

Monday March 26, 2018

- 00:20 World News
- 00:40 Tilawat
- 01:00 Yassarnal Qur'an
- 01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
- 02:45 In His Own Words
- 03:15 Ghazwat-e-Nabi
- 04:05 Friday Sermon
- 05:30 One Minute Challenge
- 06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-121.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 21.
- 07:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
- 08:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
- 08:30 Malayalam Service
- 09:00 Huzoor's Reception At Mahmood Mosque: Recorded on May 14, 2016.
- 09:55 In His Own Words
- 10:30 Kids Time
- 11:00 Friday Sermon: Recorded on October 13, 2017.
- 12:00 Tilawat [R]
- 12:15 Dars-e-Hadith [R]
- 12:30 Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon [R]
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Huzoor's Reception At Mahmood Mosque [R]
- 16:00 In His Own Words [R]
- 16:35 International Jama'at News
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:30 Swedish Service
- 19:05 Malayalam Service [R]
- 19:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
- 20:00 Huzoor's Reception At Mahmood Mosque [R]
- 21:00 Pakistan National Assembly 1974
- 22:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
- 23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday March 27, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:40 Dars-e-Hadith
- 00:55 Al-Tarteel
- 01:25 Huzoor's Reception At Mahmood Mosque
- 02:25 Hamara Aaqa
- 03:00 International Jama'at News
- 03:50 Rencontre Avec Les Francophones
- 04:55 Kasre Saleeb
- 05:30 Malayalam Service
- 06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 122-130.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 59.
- 06:50 Liqa Maal Arab: Recorded on July 30, 1996.
- 08:00 Story Time
- 08:30 Ken Harris Oil Painting
- 08:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
- 10:00 In His Own Words
- 10:30 Maidane Amal Ki Kahani
- 11:10 Indonesian Service
- 12:10 Tilawat [R]
- 12:25 Dars-e-Hadith
- 12:40 Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
- 16:10 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
- 16:55 Qisas-ul-Ambiyaa
- 18:00 World News
- 18:20 Rah-e-Huda: Recorded on March 24, 2018.
- 19:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
- 21:00 In His Own Words [R]
- 21:30 MTA Travel
- 22:05 Liqa Ma'al Arab [R]
- 23:15 Maidane Amal Ki Kahani [R]

Wednesday March 28, 2018

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:30 Yassarnal Qur'an
- 00:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
- 01:55 MTA Travel
- 02:30 Beacon Of Truth
- 03:30 Liqa Ma'al Arab
- 04:40 Ken Harris Oil Painting
- 05:10 Qisas-ul-Ambiyaa
- 06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 131-140.
- 06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 21.
- 07:00 Question And Answer Session: Recorded on May 27, 1989.
- 08:05 The Life Of Hazrat Ali (ra)
- 09:10 Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian: Recorded on December 31, 2012.
- 10:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
- 11:00 Indonesian Service
- 12:00 Tilawat [R]
- 12:30 Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian 2012 [R]
- 16:15 The Significance Of Flags
- 16:30 Mosha'airah
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Tilawat
- 18:30 French Service: L'Islam En Questions
- 19:05 The Significance Of Flags [R]
- 19:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
- 20:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian 2012 [R]
- 21:10 In His Own Words [R]
- 21:40 Mosha'airah [R]
- 22:30 Question And Answer Session [R]
- 23:40 InfoMate

Thursday March 29, 2018

- 00:10 World News
- 00:30 Tilawat
- 00:40 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 01:00 Al-Tarteel
- 01:30 Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian 2012
- 02:55 The Life Of Hazrat Usman (ra)
- 04:00 Question And Answer Session
- 05:10 Mosha'airah
- 06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 141-147.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 59.
- 06:55 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on May 7, 1996.
- 08:05 Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018
- 09:00 Huzoor's Reception In Stockholm: Recorded on May 17, 2016.
- 10:00 In His Own Words
- 10:30 Rights Of Women In Islam
- 11:05 Japanese Service
- 11:20 Pushto Muzakarah
- 12:00 Tilawat [R]
- 12:15 Dars-e-Hadith [R]
- 12:30 Yassarnal Qur'an [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
- 14:05 Beacon Of Truth [R]
- 15:00 In His Own Words
- 15:30 Persian Service
- 16:05 Friday Sermon [R]
- 17:10 Spotlight
- 17:40 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 World News
- 18:15 Tilawat
- 18:30 Rights Of Women In Islam [R]
- 19:05 Open Forum
- 19:35 Khazain-ul-Mahdi
- 20:00 Friday Sermon [R]
- 21:05 In His Own Words [R]
- 21:35 Spotlight [R]
- 22:15 Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 23:25 Attractions of Canada

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 25 Friday 23 March 2018 Issue No. 12

الٰہی حکم کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1889ء میں بیعت لی۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کہ بیعت لو اور ایسے لوگوں کی ایک کشتی تیار کرو وہ کشتی تیار ہوتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی خوشخبریوں کے مطابق اس کشتی کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا گیا اور کوئی آندھی، کوئی طوفان، کوئی آفت جو اس کو ڈبونے کے لئے اٹھی تھی اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکی بلکہ ہر مخالف لہر اور ہر طوفان کے بعد یہ کشتی مضبوط سے مضبوط دکھائی دی اور اس کشتی کے ہر سوار نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ذاتی طور پر اپنے اوپر برستے دیکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو پودا اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اس نے بڑھنا ہے اور پھولنا ہے اور پھلنا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ کیونکہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت ہے اور ہر دن جو نیا سورج چڑھتا ہے یا جو نیا سورج چڑھنا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی تائید کے نظارے ہی دکھانے ہیں اور نظارے دکھاتا ہے۔

ایسے لوگوں کا انجام ظاہر ہے کہ کیا ہوگا جو خدا کے ماموروں سے لڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے بہتوں نے اس زمانے میں بھی ایسے لوگوں کا بد انجام دیکھا ہے۔ جن کو حکومتوں پر زُعم تھا ان کی حکومتیں بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں۔ جن کو بادشاہتوں پر زُعم تھا ان کی بادشاہتیں بھی ان کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ کسی کو اس کے قابل اعتماد جرنیل نے پھانسی پر چڑھا دیا۔ کسی کو اس کے قریبی عزیز نے قتل کر دیا۔ اور کسی کو تمام حفاظتی اقدامات ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فضا میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا۔

مختلف ممالک میں بہت سے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جہاں لوگوں کی ذلّت و رسوائی اور تباہی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے خدا کے ماموروں سے ٹکّر لینے کی کوشش کی، اس کی اہانت کرنے کی کوشش کی اور پھر ہر دشمن کا ایسا عبرتناک انجام ہوا جو ہمارے ایمانوں میں اضافہ کا باعث بنا۔ ہر ایک ملک میں احمدی جب یہ واقعات دیکھتے ہیں تو ان کے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جماعت کی ترقی اور مخالفین کی ناکامی و نامرادی سے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے وعدوں اور بشارات کا تذکرہ۔ اور ان کی روشنی میں افراد جماعت کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی تاکیدی نصائح

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 22/ اگست 2004ء بروز اتوار سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منہائم جرمنی میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ صدیاں پہلے اپنے ایک عاشق صادق غلام اور مسیح و مہدی کے آنے کی خبر دی تھی اور بتایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ (الجامع لشعب الایمان جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض 2003ء)

چنانچہ وہ وقت اس زمانے میں دین کا درد رکھنے والے ہر ایک نے محسوس کیا اور دین سے محبت رکھنے والے اور اس کا درد رکھنے والے ہر شخص نے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے فریاد کی کہ اے اللہ! اس دین کو اب سنبھال اور اس دین کی ڈولتی ہوئی کشتی کو اب بچا لے اور اس شخص کو جلد مبعوث فرما جس کے آنے کی تُو نے بھی خبر دی ہے۔ اور اے اللہ! تیرے رسول نے بھی اس کی خبر دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر ایمان ثریّا پر بھی چلا گیا تو وہ اسے واپس زمین پر لے آئے گا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے اس کی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4)۔ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ بعد میں آنے والے کچھ لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں بیٹھے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان میں سے ایک شخص، ایک جگہ رَجُل ہے ایک جگہ رِجَال ہے وہ اس کو واپس لے آئے گا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر باب وٰاخرین منھم ...الخ حدیث 4897)

یعنی آخرین سے مراد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے اور اس سے مراد آپ ہیں اور ان پر ایمان لانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی۔ ایک آپؐ کا زمانہ“ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ) ”اور ایک آخری مسیح ومہدی کا زمانہ۔ یعنی ایک زمانے میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی۔ لیکن اس تعلیم پر فَیج اَعْوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا۔ جس پردہ کا اٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا۔ جیسا کہ فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو موجودہ جماعت یعنی جماعت صحابہ کرامؓ کا تزکیہ کیا اور ایک آنے والی جماعت کا جس کی شان میں لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ آیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا تعالیٰ حقائق قرآنیہ کو کھول دے گا۔ آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا اور صرف قرآن سے استنباط کر کے لوگوں کو ان غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہوگئی ہوں گی۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 40۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا اسلام کی اس قابل رحم حالت کو دیکھ کر دین کا درد رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اس رَجُلِ فارس کو مبعوث فرما اور اس دین کی مدد کے لئے آ اور اس ڈولتی کشتی کو اس بھنور سے نکال۔ ان آہ و بکا کرنے والوں میں، اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کی فکر کرنے والوں میں سب سے اوّل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی تھے جو اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جھکتے ہوئے اپنی سجدہ گاہ کو اس فکر میں تر رکھ رہے ہوتے تھے کہ کاش وہ شخص جلد مبعوث ہو جو اسلام کو اس بھنور سے نکالے۔ اور آپ خود دلائل سے بھی ہر دشمنِ اسلام کا منہ بند کر رہے تھے۔ آپ کو یہ فکر تھی، ایک درد تھا، ایک غم تھا کہ کس طرح اسلام کی خوبیوں کو اس کے محاسن کو دنیا کے سامنے رکھا جائے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ آج اگر اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا عرفان دلانے والا کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ چنانچہ جب آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی تو اس وقت کے علماء نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اسلام کی تائید میں خاص طور پر ایسے حالات میں جب اسلام پر ہر طرف سے تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں۔ مسلمان کہلانے والے دوسرے مذہبوں کی گود میں گر رہے ہیں۔ آج تک کوئی ایسی تصنیف اسلام کے دفاع کے

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں